ایک سو ایک بہترین نعتیں

امی لقبی

مظفر وارثی

طالبِ دعا:

ابو المیزاب محمد اویس رضوی

www.facebook.com/owaisoloGy

جدید و منفرد لہجہ

اچھوتی فکر و ہیئت

ذاتی تشبیہات

اور خوبصورت لفظیات مظفر وارثی کا

طرۂ امتیاز ہے

غزل ''حمد و نعت'' سلام و منقبت'

نظم و قطعات ہائیکو

اور گیت اگر ایک ہی تخلیق کار میں دیکھنے ہوں

تو بے ساختہ ان کا نام ذہن میں آتا ہے

لیجئے ان اوراق پر عشق رسول میں

ڈوبی ہوئی مظفر وارثی کی ایک سو ایک بہترین

نعتیں ملاحظہ فرمائیے اور اس عہد کی سچائی سے

پیار کیجئے۔

گل فراز احمد

علم و عرفان پبلشرز

اُمّی لقبِ

ایک سو ایک بہترین نعتیں

مظفر وارثی

طالبِ دعا:
ابو المیزاب محمد اویس رضوی

علم و عرفان پبلشرز
9-لوئر مال، لاہور فون:7352332

طبع اول : اگست 2000ء

تعداد : ایک ہزار

قیمت : ایک سو پچاس روپے -/150

سرورِ کونین ؐ کی نذر

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

زندگی نے تو سمندر میں مجھے پھینک دیا
اپنی مٹّھی میں وہ لے لیں تو گہر ہو جاؤں

O

فہرست

یا رَحمۃَ للعالمین

اِلہام، جامہ ہے ترا
قرآں، عمامہ ہے تِرا

مِنبر تِرا، عرشِ بریں
یا رَحمۃَ لِلعالَمیں

آئینۂ رحمت بدن، سانسیں، چراغِ عِلم و فن
قُربِ الٰہی، تیرا گھر، الفقرُ فخری، تیرا دھن

خُوشبو تِری، جوئے کرم
آنکھیں تِری، بابِ حَرم

نُورِ ازل، تیری جبیں
یا رَحمۃَ لِلعالَمیں

تیری خموشی بھی اذاں، نیندیں بھی تیری رت جگے
تیری حیاتِ پاک کا، ہر لمحہ پیغمبر لگے

خیر البشر، رُتبہ ترا
آوازِ حق، خُطبہ ترا

آفاق، تیرے سامعیں
یا رَحمۃَ لِلعالَمیں

قبضہ تری پرچھائیں کا، بینائی پر ادراک پر
پیروں کی جنبش خاک پر، اور آہٹیں افلاک پر

گردِ سفر، تاروں کی ضو
مرکب، براقِ تیز رَو

سائیں، جبریلِ امیں
یا رَحمۃَ لِلعالَمیں

تُو آفتابِ غار بھی تُو پرچمِ یلغار بھی
عجز و وفا بھی پیار بھی، شہ زور بھی سالار بھی

تری زرہ، فتح و ظفر
صدق و صفا، تری سپر

تیغ و تبر، صبر و یقیں
یا رَحمۃَ لِلعالَمیں

پھر گدڑیوں کو لعل دے، جاں پتّھروں میں ڈال دے
حاوی ہوں مستقبل پہ ہم، ماضی سا ہم کو حال دے

دعویٰ ہے تیری چاہ کا
اِس اُمّتِ گمراہ کا

تیرے سِوا کوئی نہیں
یَا رَحمَۃَ لِلّعَالَمِین

جب وہ چہرہ دکھائی دیتا ہے　　عشق سجدہ دکھائی دیتا ہے

کیا ادھر سے حضورؐ گزرے ہیں　　چاند سایہ دکھائی دیتا ہے

رو رہا ہے یہ کون خلوت میں　　غار سدرہ دکھائی دیتا ہے

سنگِ اسود کو اس لئے چُوموں　　اُن کا بوسہ دکھائی دیتا ہے

کس قدر مطمئن ہیں میرے حضورؐ　　گھر میں فاقہ دکھائی دیتا ہے

سارا قرآن ب سے س تلک　　اُن کا خطبہ دکھائی دیتا ہے

کس کے نقش قدم پہ چلتا ہوں　　صاف رستہ دکھائی دیتا ہے

بخدا کس قدر حیات افروز　　اُن کا روضہ دکھائی دیتا ہے

سارا جغرافیہ مظفر کو

اُن کا حُجرہ دکھائی دیتا ہے

محشر میں قربِ داورِ محشر ملا مجھے
ایسا پیمبروں کا پیمبر ملا مجھے

اللہ کو سنانے لگا نعتِ مصطفےٰؐ
جب سایۂ رسولؐ کا منبر ملا مجھے

کھِلتی مہکتی بھیگتی راتوں کے موڑ پر
وہ حجرۂ دُرود میں اکثر ملا مجھے

میں وادیِ حرم تک اُسے ڈھونڈھنے گیا
آواز دی تو اپنے ہی اندر ملا مجھے

قدموں میں مصطفےٰ کے رہا جتنے دن رہا
پردیس میں بھی کتنا حسیں گھر ملا مجھے

دیکھا جو غرق ہو کے محمدؐ کی ذات میں
دونوں جہاں کا مرکز و محور ملا مجھے

ہر اشک میرے واسطے اک ناؤ بن گیا
ساحل ملا تو بیچ سمندر ملا مجھے

مانگے تھے چند پھول بہاریں عطا ہوئیں
جو کچھ ملا بساط سے بڑھ کر ملا مجھے

اک صبح سی ٹھہر گئی میرے وجود میں
جس دن سے ان کا عشق مظفر ملا مجھے

○

قرآں کے لفظ لفظ کی سچّی دلیل ہیں
میرے حضورؐ میرے خُدا کی دلیل ہیں

پیغمبروں کی بھِیڑ میں تنہا دِکھائی دیں
تاریکیوں میں شمع جلاتی دلیل ہیں

سایہ بھی پیش کر نہ سکے کوئی روشنی
اپنے وجود پاک پہ خود ہی دلیل ہیں

تہذیب کوئی کر نہ سکے مسترد جسے
انسان کے عروج کی ایسی دلیل ہیں

گُزرے نہ کیوں اُنہی کے حوالے سے زندگی
وہ مستقل جواز ہیں حتمی دلیل ہیں

اوراقِ کائنات پہ لِکھّا ہے اُن کا نام
ہر اک طلوع ہوتی سحَر کی دلیل ہیں

نبیوں میں ان کی ذات مظفر ہے آخری
لیکن وجودِ حق کی وہ پہلی دلیل ہیں

○

لمحے لمحے میں ہے خوشبو بھینی بھینی آپ کی
جانِ رحمت' رحمت للعالمینی آپ کی

گونجتی ہے مشرق و مغرب میں آوازِ حرا
بیٹھتی ہے خاک پر سدرہ نشینی آپ کی

اس جہاں میں بھی ہیں زندہ آپ کے صدقے میں ہم
آخرت میں بھی شفاعت ہے یقینی آپ کی

حشر تک کی نعمتوں کے آپ قاسم ہیں حضورؐ
شانۂ آفاق پر رکھّی ہے سینی آپ کی

عرش سے پاتال تک ہیں آپ کے نقش قدم
چھوڑ دے پیچھے ابد کو دور بینی آپ کی

قربِ حق اتنا کہ دہری جیسے ہو جائے کماں
سلطنت ہے آسمانی و زمینی آپ کی

کم ہے جتنا بھی مظفر شکر اللہ کا کرے
محسنِ عالم ہے عالم آفرینی آپ کا

طالبِ دعا:
ابو المیزاب محمد اویس رضوی
www.facebook.com/owaisoloGy

○

اُویسیوں میں بیٹھ جا بلالیوں میں بیٹھ جا
طلب ہے کچھ تو بے طلب سوالیوں میں بیٹھ جا

یہ معرفت کے راستے ہیں اہل دل کے واسطے
جُنیدیوں سے جا کے مل' غزالیوں میں بیٹھ جا

صحابیوں سے پھول' تابعین سے چراغ لے
حضورؐ چاہئیں تو ان موالیوں میں بیٹھ جا

درود پڑھ نماز پڑھ' عبادتوں کے راز پڑھ
صفیں تو سب بچھی ہیں عشق والیوں میں بیٹھ جا

ہر ایک سانس پر جو اُن کو دیکھنے کا شوق ہے
تُو آنکھ بن کر اُن کے در کی جالیوں میں بیٹھ جا

اگر ہیں خلوتیں عزیز تو ہجوم میں نکل
اگر سکون چاہیے دھمالیوں میں بیٹھ جا

جو چاہتا ہے گلستانِ مصطفےٰؐ کی نوکری
تو بوئے مصطفےٰؐ پہن کے مالیوں میں بیٹھ جا

مظفر آپ تک رسائی اتنی سہل تو نہیں
توجہ چاہیئے تو یرغمالیوں میں بیٹھ جا

○

محمدؐ عربی کی لغات لکھنی ہے
اتار دو مجھے قرآں میں نعت لکھنی ہے

مرے خدا مجھے حسّان کا قلم دیدے
مجھے بھی مدحِ شہِ کائنات لکھنی ہے

کبھی جو خشک نہ ہو ایسی چشم نم دیدے
کہ آنسوؤں سے مجھے دل کی بات لکھنی ہے

دعا کے ہاتھ میں وہ زلفِ خم بہ خم دیدے
سیاہ بختیوں میں چاند رات لکھنی ہے

یقین کو سندِ رحمت و کرم دیدے
عمل کی فرد پہ اپنی نجات لکھنی ہے

فرازِ عرش نہیں گوشۂ حرم دیدے
کتاب فلسفۂ معجزات لکھنی ہے

تمام اُسوہ و اوصافِ محترم دیدے
ہر ایک جزو کی اک کُلیّات لکھنی ہے

سانس نہ لوں درود بِن
صلِّ علیٰ مُحمدٍ

نامہ نہ دیکھ سانس گن
صلِّ علیٰ مُحمدٍ

وارثِ زندگی مدد
رو کے ہے راہ سنگِ حد
منزلِ عشق تا ابد
فرصتِ عمر چار دن
صلِ علیٰ مُحمدٍ

بھیڑ بھی تخلیہ نشیں
عرش بھی حاشیہ نشیں
اے مرے بور یا نشیں
تیرے غلام اِنس و جن
صلِّ علیٰ مُحمدٍ

درد بھی اس قدر دیا
سارا وجود بھر دیا
ایک نظر نے کر دیا

دونوں جہاں سے مطمئن
صلِّ علیٰ مُحمدٍ

زاویۂ نجات سے
جنگ رہے حیات سے
آپ کے التفات سے

سہل ہوں مرحلے کٹھن
صلِّ علیٰ مُحمدٍ

نام فقط ترا لکھوں
اور جگہ جگہ لکھوں
اس کے سوا میں کیا لکھوں

پرچۂ دل کے ممتحن
صلِّ علیٰ مُحمدٍ

○

امیدیں جاگتی ہیں دل ہیں زندہ گھر سلامت ہیں
تری دہلیز کے صدقے ہمارے سر سلامت ہیں

دراڑوں کو بھی تیری رحمتوں نے باندھ رکھا ہے
فضا کتنی شکستہ ہے مگر منظر سلامت ہیں

قیامت تک محمدؐ مصطفیٰؐ کے ساتھ رہنا ہے
فقط اس آسرے پر اس توقع پر سلامت ہیں

ہماری مسجدیں بھی ڈیڑھ ڈیڑھ اینٹوں پہ ہیں قائم
کلس، مینار، گنبد گر گئے منبر سلامت ہیں

ہماری روح شیشہ اور یہ شیشہ ریزہ ریزہ ہے
ہمارے جسم پتھر، اور یہ پتھر سلامت ہیں

ہمیں بھی صاحب معراج اڑنے کی سکت دیدے
ہماری ہمتیں ٹوٹی ہیں لیکن پر سلامت ہیں

ہمیں توفیق دے ہم اور اضافہ کر سکیں دکھ میں
ہمارے دشمنوں کو دکھ ہے ہم کیونکر سلامت ہیں

نگل سکتا ہے جب فرعون کو دریا مرے آقاؐ
تو پھر کیوں غیرتِ ایماں کے سوداگر سلامت ہیں

مرے جذبات کے پیچھے مظفر ان کی طاقت ہے
میں کیسے ٹوٹ جاؤں وہ مرے اندر سلامت ہیں

پیمبرؐ عظیم تر ہے

کمالِ خلّاق ذات اُس کی

جمالِ ہستی حیات اُس کی

بشر نہیں عظمتِ بشر ہے

مِرا پیمبرؐ عظیم تر ہے

وہ شرحِ احکامِ حق تعالیٰ
وہ خود ہی قانون خود حوالہ
وہ خُود ہی قرآن خُود ہی قاری
وہ آپ مہتاب آپ ہالہ
وہ عکس بھی اور آئنہ بھی
وُہ نقطہ بھی خط بھی دائرہ بھی
وُہ خود نظارہ ہے خود نظر ہے
مِرا پیمبرؑ عظیم تر ہے

شعور لایا کتاب لایا
وہ حشر تک کا نصاب لایا
دیا بھی کامل نظام اُس نے
اور آپ ہی انقلاب لایا
وہ علم کی اور عمل کی حد بھی
اَزل بھی اُس کا ہے اور اَبد بھی
وہ ہر زمانے کا راہبر ہے
مِرا پیمبرؑ عظیم تر ہے

جو اپنا دامن لہو سے بھر لے
مصیبتیں اپنی جان پر لے
جو تیغ زن سے لڑے نہتّہ
جو غالب آ کر بھی صلح کر لے

اسیر دشمن کی چاہ میں بھی
مخالفوں کی نگاہ میں بھی

امیں ہے صادق ہے معتبر ہے
مِرا پیمبرؐ عظیم تر ہے

جسے شہِ شش جہات دیکھو
اُسے غریبوں کے ساتھ دیکھوں
عنانِ کون و مکاں جو تھا میں
کدال پر بھی وہ ہاتھ دیکھوں

لگے جو مزدُور شاہ ایسا
نہ زر نہ دھن سربراہ ایسا

فلک نشیں کا زمیں پہ گھر ہے
مِرا پیمبرؐ عظیم تر ہے

وہ آدم و نوح سے زیادہ
بلند ہمّت بلند ارادہ
وہ زہدِ عیسیٰ سے کوسوں آگے
جو سب کی منزل وہ اس کا جادہ

ہر اک پیمبرؑ نہاں ہے اس میں
ہجومِ پیغمبراں ہے اس میں
وہ جس طرف ہے خُدا اُدھر ہے
مِرا پیمبرؑ عظیم تر ہے

بس ایک مشکیزہ اِک چٹائی
ذرا سے جَو ایک چارپائی
بدن پہ کپڑے بھی واجبی سے
نہ خُوش لباسی نہ خُوشِ قبائی

یہی ہے کل کائنات جس کی
گِنی نہ جائیں صفات جس کی
وہی تو سُلطان بحر و بر ہے
مِرا پیمبرؑ عظیم تر ہے

وُہ خلوتوں میں بھی صف بہ صف بھی
وہ اِس طرف بھی وہ اُس طرف بھی
محاذ و منبر ٹھکانے اُس کے
وہ سر بسجدہ بھی سربکف بھی
کہیں وہ موتی کہیں ستارہ
وُہ جامعیّت کا استعارہ
وہ صُبحِ تہذیب کا گجر ہے
مِرا پیمبرؐ عظیم تر ہے

○

تو امیرِ حَرَم
مَیں فقیرِ عَجَم
تیرے گُن اور یہ لَب؟
مَیں طلب ہی طلب، تو عطا ہی عطا
تُو کُجا من کُجا

تُو اَبد آفریں، مَیں ہُوں دو چار پَل
تُو یقیں، مَیں گماں، میں سخن، تُو عمل
تُو ہے معصُومیّت
مَیں نِری معصیّت، تُو کرم، مَیں خطا
تُو کُجا من کُجا

تُو ہے احرامِ انوار باندھے ہُوئے
میں درُودوں کی دستار باندھے ہُوئے
کعبہٗ عشق تُو
مَیں ترے چار سُو تُو اثرٗ مَیں دُعا
تُو کُجا من کُجا

تُو حقیقت ہے، مَیں صِرف اِحساس ہُوں
تُو سمندرٗ مَیں بھٹکی ہُوئی پیاس ہُوں
میرا گھر خاک پر
اور تِری رہ گزر سِدرَۃُ المُنتَھا
تُو کُجا من کُجا

میرا ہر سانس تو خُوں نچوڑے مِرا
تیری رحمت مگر دِل نہ توڑے مِرا
کاسۂ ذات ہُوں
تیری خیرات ہُوں تُو سخی مَیں گدا
تُو کُجا من کُجا

ڈگمگاؤں جو حالات کے سامنے
آئے تیرا تصوّر مجھے تھامنے
میری خُوش قِسمتی
مَیں تِرا اُمّتی، تُو جزا مَیں رضا
تُو کُجا من کُجا

میرا ملبوس ہے، پردہ پوشی تِری
مُجھ کو تابِ سخن دے، خموشی تری
تُو جلی، مَیں خفی
تُو اٹل مَیں نفی[1]، تُو صِلا مَیں گِلہ
دُوریاں سامنے سے جو ہٹنے لگیں
جالیوں سے نگاہیں لپٹنے لگیں
آنسوؤں کی زباں
ہو مِری ترجماں، دِل سے نکلے صدا
تُو کُجا من کُجا

---

[1] ضرورتِ شعری کی بنا پر جائز سمجھتا ہوں۔

میں محمدؐ سے جو منسوب ہوا خوب ہوا
ان کا دیوانہ و مجذوب ہوا خوب ہوا

آنسوؤں سے مجھے جنت کی ہوا آتی ہے
میرا دل دیدۂ یعقوب ہوا خوب ہوا

اس کی آوازِ قدم آئی زمانے لے کر
لمحے لمحے نے کہا خوب ہوا خوب ہوا

اس نے اللہ کو اللہ نے اس کو چاہا
کبھی طالب کبھی مطلوب ہوا خوب ہوا

حق تعالیٰ کی اطاعت ہے اطاعت اس کی
میں جو محبوب کا محبوب ہوا خوب ہوا

میرے ہر سانس کا مقصود درود اور سلام
ان کے دربار کا مندوب ہوا خوب ہوا

منفرد میری غزل نعت اچھوتی میری
جو مظفر مرا اسلوب ہوا خوب ہوا

○

سنی آہٹ تری، دیکھا حرم ہے
ترا نقشِ قدم، میرا حرم ہے

مرے سجدوں کی ہو کیونکر رسائی
مرے سر سے بہت اونچا حرم ہے

ابھی تک ہے ترے اشکوں کی خوشبو
حرا تیری جوانی کا حرم ہے

چھپا رکھّا ہے سینے میں نبیؐ کو
زمیں کا سارا سرمایا حرم ہے

عمل کی جیب میں سکّے ہیں کتنے
خریدارو بہت مہنگا حرم ہے

خدا بھی میرے اندر مصطفیٰؐ بھی
حرم کے سامنے گویا حرم ہے

ہوائیں ہاتھ ہیں آنکھیں اجالا
بدن ہے زندگی چہرہ حرم ہے

خدا کا نور ہے جسمِ محمدؐ
خدا کے عرش کا سایا حرم ہے

وہ کوئے وقت کا پہلا مسافر
اسی کا مستقل حجرہ حرم ہے

ضروری ہے طواف اس کا ضروری
حرم ہے مرکزِ دنیا حرم ہے

محمدؐ آ رہے ہیں جا رہے ہیں
مرا دل ہے مظفر یا حرم ہے

○

احمدؐ احمد بولے دل

ہر اک سانس میں دیپ جلائے

خون میں خوشبو گھولے دل

دروازے سے کُھلتے ہیں رات گئے جب سینے میں

بھیڑ لگے طوفانوں کی میرے ہجر سفینے میں

آنسو آنسو ڈولے دل

احمدؐ احمدؐ بولے دل

سارے جسم پہ آنکھوں کی چادر اوڑھ کے جاؤں میں

آئے جدھر سے ان کی چاپ' چاپ کے پیچھے جاؤں میں

میرے پیچھے ہولے دل

احمدؐ احمدؐ بولے دل

آنکھیں ڈوبی ڈوبی ہیں سانسیں خالی ہیں

درد نے جیون ڈوری میں جتنی گرہیں ڈالی ہیں

ایک اک کر کے کھولے دل

احمدؐ احمدؐ بولے دل

عشق کی راہ میں دھوپ بہت اور بہت کم چھاؤں پڑے

قدم قدم اس دنیا کے سینے کے اوپر پاؤں پڑے

کھائے جب ہچکولے دل

احمدؐ احمدؐ بولے دل

قرضِ سنت و قرآں کا نادہندہ ہوں
معاف کر دیجے آقاؐ شرمندہ ہوں

آنسو درود بھیجیں سانسیں پڑھیں سلام
کتنی قیمتی آب و ہوا میں زندہ ہوں

میرا مستقبل ہے میرے ماضی میں
صدیوں قبل کی آوازِ آئندہ ہوں

جا بیٹھوں اکثر انکی دیواروں پر
شہر ہجرِ نبیؐ کا ایک پرندہ ہوں

لفظوں سے تعمیر کروں میں نعت محل
شاعر کیا ہوں ادنیٰ سا کارندہ ہوں

منکر نکیر میرا استقبال کرو
خیر البشر کے قدموں کا باشندہ ہوں

دھو گئی سارے رنج مظفر ایک نظر
اندھیاروں کی بھیڑ میں بھی تابندہ ہوں

○

قدم قدم پہ خدا کی مدد پہنچتی ہے
درود سے مرے دل کو رسد پہنچتی ہے

یہ آسماں بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتے
جہاں تک آپ کے قدموں کی حد پہنچتی ہے

کرے زبانِ ازل جب بھی تذکرہ ان کا
سلام پڑھتی ہوائے ابد پہنچتی ہے

سر اپنا پائے رسالتمآب پر رکھ دوں
تو آسماں پہ بلندیِ قد پہنچتی ہے

جلوسِ عشق نبیؐ کا ہو جس طرف سے گزر
مرے جنوں کو بھی لے کر خرد پہنچتی ہے

مرے حضورؐ کی آواز مجھ تلک اکثر
بہ خوبصورتیِ خال و خد پہنچتی ہے

کبھی یہاں چلے آتے ہیں بے سفر آقاؐ
کبھی وہاں مری جاں بے جسد پہنچتی ہے

درود کا دیا جاتا ہے جب ثواب مجھے
بہشت تک مری دو گز لحد پہنچتی ہے

سلام و نعت مظفرؔ یہاں میں پڑھتا ہوں
قبولیت کی حرم سے سند پہنچتی ہے

○

نبیوں کے نبی   امّی   لقبی   کونین کے والی   میں تیرا سوالی
کر مجھ کو عطا   تھوڑی سی ضیا   تارے ترے موتی   چندا تری تھالی

یہ کس نے کہا   سایا ہی نہ تھا   مجھ کو نظر آیا   ہر سُو ترا سایا
جو تیرا ہُوا   رب اُس کا ہُوا   پائی ہے خُدائی   جس نے تجھے پایا
اے سَرودِ دیں   شب جس کی نہیں   بانٹے وہ سویرا   کملی تری کالی

ساقی مِرا تو بھر میرا سُبو دریا ہوں کہ جھیلیں سب تیری سبیلیں
خُورشیدِ حرا ٹھوکر سے گِرا آہوں کی طنابیں دُوری کی فصیلیں
فردوس مرا روضہ ہے ترا پلکوں میں پرودے دِیوار کی جالی

محبوبِ خُدا اے نُورِ ھُدا چمکے مِرا سینہ بن جائے مدینہ
کرتی ہے انا اب تیری ثنا اس پار لگا دے لفظوں کا سفینہ
رکھ میرا بھرم دے شاہِ اُمم حسّان کی نظریں آواز بلالی

بس ایک یہی حسرت ہے مِری دِل موت سے پہلے کچھ تجھ سے بھی کہہ لے
بھڑکے جو طلب ہو دَرد عجب اب تیرا مظفر یادوں سے نہ بہلے
رحمت کی نظر ہو جائے اگر بن جائے گلستاں سُوکھی ہُوئی ڈالی

تو میری تقدیر تو میرا ایمان اے میرے سلطان
تیرا علم خدا تیرا عمل قرآن اے میرے سلطان

o

رحمت کی ہر قسم تیرا پیارا اسم
توڑا تری نظر نے ہر تاریک طلسم
نور ہے جس کا جسم تو ایسا انسان اے میرے سلطان

o

تیرا عشق کمال ہجر کا نام وصال
تیرا بھکاری بن کر ہو گیا مالا مال
میں ہوں ترا بلال تو ہے مری اذان اے میرے سلطان

o

تو ہے لامحدود تیرا عدم وجود
آئینۂ عالم میں تو عکسِ معبود
میرا گیت دُرود میری دُھن وجدان اے میرے سلطان

o

آنسو ہوں یا گھاؤ دونوں کو تیرا چاؤ
آنکھوں میں رستہ تیرا دل میں ترا پڑاؤ
تیرے پیار کے بھاؤ بیچوں جان جہان اے میرے سلطان

o

اے کونین نواز تو ہے مرا جواز
نعتیں اور کہوں گا دے کچھ اور گداز
ہو میری آواز آوازِ حسّان اے میرے سلطان

o

○

چلے نہ ایمان اِک قدم بھی، اگر ترا ہمسفر نہ ٹھہرے
تِرا حوالہ دیا نہ جائے تو زندگی معتبر نہ ٹھہرے

تُو سایۂ حق پہن کے آیا، ہر اک زمانے پہ تیرا سایا
نظر تری ہر کِسی پہ لیکن کسی کی تُجھ پر نظر نہ ٹھہرے

لبوں پہ ایّاکَ نَستَعِیں ہے اور اس حقیقت پہ بھی یقیں ہے
اگر ترے واسطے سے مانگوں کوئی دُعا بے اثر نہ ٹھہرے

حقیقتِ بندگی کی راہیں، مدینۂ طیّبہ سے گُزریں
ملے نہ اُس شخص کو خُدا بھی، جو تیری دہلیز پر نہ ٹھہرے

کھلی ہوں آنکھیں کہ نیند والی نہ جائے کوئی بھی سانس خالی
درود جاری رہے لبوں پر یہ سلسلہ لمحہ بھر نہ ٹھہرے

تجھے مَیں چاہوں اور اتنا چاہوں کہ سب کہیں، تیرا نقشِ پا ہوں
ترے نشانِ قدم کے آگے کوئی حسیں رہگزر نہ ٹھہرے

یہ میرے آنسو خراج میرا، مرا تڑپنا علاج میرا
مرض مرا اُس مقام پر ہے جہاں کوئی چارہ گر نہ ٹھہرے

دکھا دو جلوہ بغور اس کو، بُلا لو اک بار اَور اِس کو
کہیں مظفّر بھی، شاخ پر سُوکھ جانے والا ثمر نہ ٹھہرے

○

وجود چاہے فرشتو عدم میں رکھ دینا
چراغِ دل مرا طاقِ حرم میں رکھ دینا

مہ و نجوم مجھے ایک نعت لکھنی ہے
تمام روشنی میرے قلم میں رکھ دینا

کہاں عمل مرے میزانِ کردگار کہاں
مجھے تو سایۂ خیر الاُمم میں رکھ دینا

درود آپ پہ بھیجے بغیر سانس نہ لوں
یہ بھوک بھی مِرے مَولا شکم میں رکھ دینا

متاعِ اشک بھی آقاؐ قبول ہے مُجھ کو
تصّور اپنا مگر چشمِ نم میں رکھ دینا

بقایا عمر بھی ہے کاٹنی مظفّرؔ کو
اُمیدِ وصل، جُدائی کے غم میں رکھ دینا

○

خاک پر نُورِ خُدا جسم میں ڈھل کر اُترا
ایک قرآنِ خَدوخال بھی ہم پر اُترا

نئے رنگوں سے مُرتّب سحر و شام ہوئے
چشمِ کونَین میں بینائی سا پیکر اُترا

کس قدر عاجز و مسکیں تھی بلندی اُس کی
کُرسیِ عرش لیے غار کے اندر اُترا

اِتنی اُونچائیوں پہ نقشِ قدم ہیں کِس کے
اِتنی گہرائیوں میں کون شناور اُترا

یُوں ہوئی رُوح کو محسوس محبت اُس کی
جیسے آغوش میں دریا کے سمندر اُترا

جب کبھی تن کی منڈیروں سے اُڑایا ہے اِسے
طائرِ دل اُسی دیوار کے اُوپر اُترا

رحمتیں آئیں گی سو رنگ چھڑکنے کے لیے
میری توبہ کا جو چہرہ سرِ محشر اُترا

اُس کے قدموں سے تصوّر بھی ہُوا دُور اگر
یُوں لگا، تخت سے جس طرح مظفّر اُترا

○

نبی کے راستے کی خاک لوں گا
مَیں سب سے قیمتی پوشاک لوں گا

محل مینار کیا کرنے ہیں مُجھ کو
مدینے کے خس و خاشاک لوں گا

شہِ کونین کی فاقہ کشی سے
مَیں اپنی رُوح کی خور اک لوں گا

مِری نامہ بری آنسُو کریں گے
مَیں اُن سے دیدۂ نمناک لوں گا

مری خواہش اگر پُوچھی اُنھوں نے
مَیں استحکامِ ارضِ پاک لوں گا

حضورؐ آئیں گے جب میری لحد میں
زمیں سے قیمتِ افلاک لوں گا

مِلی جاگیر اگر جنّت میں کوئی
تو دہلیزِ شہِ لولاک لوں گا

مَیں اُن سے آخری دَم تک مظفّر
بصیرت آگہی ادراک لوں گا

○

پُکار مُجھ کو نہ دُنیا، چلا ہُوں سُوئے رُسولؐ
تجھے تلاش مِری، مُجھ کو جستجوے رُسولؐ

مَیں کیوں نفاذِ قیامت کا انتظار کروں
مِری بہشت ہے شہرِ رسُولؐ کُوئے رسُولؐ

مَیں جب سے آپ کے دَر سے لپٹ کے آیا ہُوں
مِرے وجود میں رچ بس گئی ہے بُوئے رسُولؐ

نقوشِ پائے مُحمّدؐ، مِرا قبیلہ ہے
اور اس قبیلے کی سردار، آرزُوئے رسُولؐ

تمام عُمر کے سجدوں کو غُسل کروا دُوں
جو دستیاب ہو اِک قطرۂ وضوئے رسُولؐ

سماعتوں کی بھی معراج ہوتی رہتی ہے
مَیں سُنتا رہتا ہُوں قرآں سے گفتگوئے رسُولؐ

مَیں کیسے اُن کے خدوخال بُھول سکتا ہُوں
کِیا ہُوا ہے نگاہوں نے حِفظ' رُوئے رسُولؐ

ضمیر و ذہن کو سیراب کرتی رہتی ہے
مِرے لہُو سے گُزرتی ہے آبجُوئے رسُولؐ

ہتھیلیوں پہ مری مہر و ماہ رکھّے ہیں
کھڑا ہُوا ہُوں مظفّر میں رُوبرُوئے رسُولؐ

○

مر کے اپنی ہی اداؤں پہ امر ہو جاؤں
اُن کی دہلیز کے قابل مَیں اگر ہو جاؤں

اُن کی راہوں پہ مجھے اتنا چلانا یارب
کہ سفر کرتے ہوئے گردِ سفر ہو جاؤں

زندگی نے تو سمندر نے مجھے پھینک دیا
اپنی مُٹّھی میں وہ لے لیں تو گُہر ہو جاؤں

میرا محبوب ہے، وہ راہبرِ کون و مکاں
جس کی آہٹ بھی مَیں سُن لُوں تو خضر ہو جاؤں

اِس قدر عشقِ نبی ہو کہ مِٹا دُوں خود کو
اس قدر خوفِ خدا ہو کہ نڈر ہو جاؤں

ضرب دوں خود کو جو اُن سے تو لگوں لاتعداد
وُہ جو مُجھ میں سے نِکل جائیں، صِفر ہو جاؤں

آرزو اب تو مظفّر جو کوئی ہے تو یہ ہے
جتنا باقی ہُوں، مدینے میں بسر ہو جاؤں

طالبِ دعا:
ابوالمیزاب محمد اویس رضوی

○

خالی کبھی ایوانِ محمدؐ نہیں رہتا
کردار تو رہتے ہیں وہاں قد نہیں رہتا

دربارِ تہِ خاک لگا کرتے ہیں کتنے
گنبد میں فقط صاحبِ گنبد نہیں رہتا

شرکت کو اگر ان کی الگ کر دیا جائے
تخلیقِ جہاں کا کوئی مقصد نہیں رہتا

ایمان ہے میرا کہ وہ زندہ ہیں حرم میں
زندہ کا جو مَسکن ہو وہ مرقد نہیں رہتا

جو محسنِ انسانیت اُن کو نہیں مانے
انسان تو وہ کتنے بھی فیصد نہیں رہتا

سینے پہ بھی لگ جاتی ہے اک مُہر الٰہی
ہونٹوں پہ فقط بوسۂ اَسود نہیں رہتا

جو اپنے غلاموں میں بھی سلطانیاں بانٹے
وہ خاک نشیں خوگرِ مسند نہیں رہتا

توبہ کی بھی توفیق عنایت ہے خدا کی
ہو جائے جو باغیِ بدی، بد نہیں رہتا

جو عشقِ محمدؐ سے ہو سرشار مظفر
اُس دل میں ''یقیں'' رہتا ہے ''شاید'' نہیں رہتا

نعتیہ ترانہ

حیَّ علیٰ خَیرِ العَمل

آنکھیں بچھا پَیروں تلے

جن پر مرے آقا چلے

چل تُو بھی اُن راہوں پہ چل

حیَّ علیٰ خَیرِ العَمل

اپنی طرف تکتا نہیں
تُجھ سا کوئی یکتا نہیں
جھونکا کسی طوفان کا
تُجھ کو بُجھا سکتا نہیں

کر بیعتِ عشق و وفا
بن جا چراغِ مصطفٰے
سینے میں جل ہاتھوں پہ جل
حیَّ علیٰ خَیرِ العَمل

جب فرض تُجھ کو یاد ہے
پھر تجھ پہ کیوں افتاد ہے
شاگردیِ دُنیا نہ کر
تُو وقت کا اُستاد ہے

دِل، سرورِ دیں سے لگا
آنکھیں نہیں قسمت جگا
چہرہ نہیں، شیشہ بدل
حیَّ علیٰ خَیرِ العَمل

سارے صنم مسمار کر
خَیرُالبشرؐ سے پیار کر
رکھ کر نبی کو سامنے
آرائشِ کردار کر

اپنائے گی رحمت تجھے
مِل جائے گی جنّت تجھے

اپنے عذابوں سے نکل
حیَّ علیٰ خَیرِ العُمل

کیوں سرد ہے تیرا لہُو
مایوس کیوں اِتنا ہے تُو
قُرآن کی آواز میں
سُن نغمۂ لاتقنطو

تُجھ میں تو اُس کی باس ہے
جس جانِ حق کے پاس ہے

تیری ہر اِک مُشکل کا حل
حیَّ علیٰ خَیرِ العُمل

سینے میں وہ شمعیں ڈھلیں
جو قبر کے اندر جلیں
سکّے وہ اپنے پاس رکھ
جو آخرت میں بھی چلیں

اندر سے بھی ہو جا ہرا
کھلنے سے پہلے مُسکرا
گِرنے سے پہلے ہی سنبھل
حیَّ علیٰ خَیرِ الُعَمل

○

دفن جو صدیوں تلے ہے وہ خزانہ دے دے
ایک لمحے کو مجھے اپنا زمانہ دے دے

چھاپ دے اپنے خدوخال مری آنکھوں پر
پھر رہائش کے لیے آئینہ خانہ دے دے

اَور کُچھ تجھ سے نہیں مانگتا میرے آقاؐ
نارسائی کو زیارت کا بہانہ دے دے

مَوت جب آئے مجھے کاش ترے شہر میں آئے
خاکِ بطحا سے بھی کہدے کہ ٹھکانہ دے دے

زندگی جنگ کا میدان نظر آتی ہے
میری ہر سانس کو آہنگِ ترانہ دے دے

اپنے ہاتھوں ہی پریشان ہے اُمّت تیری
اُس کے اُلجھے ہُوئے حالات کو شانہ دے دے

اپنے ماضی سے مظفّر کو ندامت تو نہ ہو
اس کے اِمروز کو فردائے یگانہ دے دے

○

نبی کا نام جب میرے لبوں پر رقص کرتا ہے
لہو بھی میری شریانوں کے اندر رقص کرتا ہے

مری بے چین آنکھوں میں وہ جب تشریف لاتے ہیں
تصوّر اُن کے دامن سے لپٹ کر رقص کرتا ہے

وہ صحراؤں میں بھی پانی پلا دیتے ہیں پیاسوں کو
کہ اُن کی اُنگلیوں میں بھی سمندر رقص کرتا ہے

پڑے ہیں نقشِ پائے مصطفٰی کے ہار گردن میں
جبھی تو رُوح لہراتی ہے پیکر رقص کرتا ہے

خیال آتا ہے جب بھی گرمیِ روزِ قیامت کا
غمِ عصیاں سرِ دریائے کوثر رقص کرتا ہے

زمیں و آسماں بھی اپنے قابو میں نہیں رہتے
تڑپ کر جب محمدؐ کا قلندر رقص کرتا ہے

لگی ہے بھیڑ اُس کے گِرد یہ کیسی فرشتوں کی
یہ کِس کا نام لے کر مظفرؔ رقص کرتا ہے

طالبِ دعا:
ابو المیزاب محمد اویس رضوی

مُفلسِ زندگی، اب نہ سمجھے کوئی　　مجھ کو عشقِ نبیؐ، اِس قدر مِل گیا
جگمگائے نہ کیوں، میرا عکسِ دُروں　　ایک پتھّر کو، آئینہ گر مِل گیا

جس کی رحمت سے تقدیرِ اِنساں کھُلے　　اُس کی جانب ہی دروازۂ جاں کھُلے
جانے عمرِ رواں، لیکے جاتی کہاں　　خیر سے مجھ کو خَیرالبشر مِل گیا

محورِ دو جہاں ذات سرکار کی　　اور مِری حیثیت ایک پرکار کی
اُس کی اِک رہ گزر، طے نہ ہو عُمر بھر　　قِبلۂ آرزُو تو، مگر مِل گیا

اُس کا دیوانہ ہوں، اُس کا مجذوب ہوں　　کیا یہ کم ہے کہ میں اس سے منسُوب ہوں
سرحدِ حشر تک، جاؤں گا بے دھڑک　　مجھ کو اِتنا تو زادِ سفر مِل گیا

جس طرف سے بھی گذریں مری خواہشیں — مجھ سے بچ کر نکلتی رہیں لغزشیں
جب جھکائی نظر جھک گیا میرا سر — نقشِ پا اُس کا ہر موڑ پر مل گیا

ذہن بے رنگ تھا سانس بے رُوپ تھی — رُوح پر معصیت کی کڑی دُھوپ تھی
اُس کی چشمِ غنیٰ، رونقِ جاں بنی — چھاؤں جِس کی گھنی وہ شجر مل گیا

جب سے مجھ پر ہُوا مُصطفیٰ کا کرم — بن گیا دل مظفر چراغِ حرم
زندگی پھر رہی تھی بھٹکتی ہُوئی — میری خانہ بدوشی کو گھر مِل گیا

○

عجب سرورِ صدا اُس کا دھیان دیتا ہے
بلال کعبے میں گویا اذان دیتا ہے

جلائے دُھوپ مجھے جب مِرے گُناہوں کی
درود اَبر کی چادر سی تان دیتا ہے

مِری طلب ہے اُسی کے کرم سے وابستہ
جو ایک وقت میں دونوں جہان دیتا ہے

زہے نصیب میسّر ہے اُس کا پیار مجھے
جو دُشمنوں کو بھی اپنے امان دیتا ہے

نشانِ پا بھی ہیں اُس کے عروج کا زینہ
زمیں نشین کو وُہ آسمان دیتا ہے

کرے شکار جو دِل کو بغیر تیروں کے
اسی کے ہاتھ میں اپنی کمان دیتا ہے

جو اپنے پیٹ سے فاقوں میں باندھ کر پتھر
ضعیف کو بھی ارادے جوان دیتا ہے

کروں جو یاد اُسے سب کثافتیں مِٹ جائیں
خیال اُس کا عقیدے کو چھان دیتا ہے

مِرے کلام کو شُہرت بھی دے رہا ہے وُہی
جو پتھروں کو مظفر زبان دیتا ہے

○

بختِ سیاہ جب درِعالی پہ رکھ دیا
سُورج اُنھوں نے دستِ سوالی پہ رکھ دیا

آنکھیں بکھیر آیا ہُوں روضے کے ہر طرف
لیکن خیال روضے کی جالی پہ رکھ دیا

لبریز کر گیا مجھے کون اپنے پیار سے
یہ کِس نے ہونٹ دل کی پیالی پہ رکھ دِیا

مانگے تھے مَیں نے آپ سے رحمت کے چند پھُول
سارا چمن دُعاؤں کی ڈالی پہ رکھ دیا

مُجھ کو بٹھایا جانبِ ساحل کی ناؤ پر
بارِ گُناہ ڈُوبنے والی پہ رکھ دیا

لکھنے چلا جو نعت، تو میرے حضور نے
لفظوں کا ڈھیر ذہن کی تھالی پہ رکھ دِیا

آہنگ نُو میں نعتِ مظفّر نہ کیوں کہے
کِھلتا شعور خُشک خیالی پہ رکھ دِیا

○

عشقِ اویس و جذبۂ بوذر بھی ڈال دے
دامن میں یارب اُن کا مقدّر بھی ڈال دے

دیکھوں مَیں چلتے پھرتے رسُولِ کریم کو
آنکھوں میں صدیوں قبل کے منظر بھی ڈال دے

میرے پیالے میں مرے اللہ کے حبیب
اپنی محبتوں کا سمندر بھی ڈال دے

کیا کُچھ نہیں ہے روضہ و منبر کے درمیاں
روضہ بھی دل میں ڈال دے منبر بھی ڈال دے

میدانِ حشر تک کی بجھانی ہے تشنگی
ساگر میں اپنے تُو مِری گاگر بھی ڈال دے

بوصیری کو اُڑھائی تھی جو تُو نے خواب میں
وہ چادرِ شفا مِرے اُوپر بھی ڈال دے

جائے جو اب کے لَوٹ کے آنا نہ ہو نصیب
ڈیرہ ترے قریب مظفّرؔ بھی ڈال دے

احمدؐ ہیں محمدؐ ہیں یٰسین ہیں طٰہٰ ہیں
مدعوئے زمانہ ہیں داعیِ اِلَی اللہ ہیں

اوصاف مرید اُن کے، نزدیک و بعید اُن کے
گہرائی ہیں رفعت ہیں وسعت ہیں احاطہ ہیں

جو اُن سے ہو وابستہ، وہ گُل سے ہو گلدستہ
مکتب ہیں معلّم ہیں حکمت ہیں صحیفہ ہیں

حیران ہوں سُن سُن کے، ہیں کتنے ہی رخ اُن کے
سورج ہیں ستارہ ہیں دریا ہیں کنارہ ہیں

صفحات دو عالم بھی، ان کے لئے ناکافی
تفسیر ہیں ایماں کی قرآں کا خلاصہ ہیں

نبیوں کی امامت کی، صدیوں کی نظامت کی
وہ صاحبِ اسریٰ ہیں وہ ہاتفِ سدرہ ہیں

آقاؐ کا سفر نامہ، دل نامہ نظر نامہ
تاریخِ محبت ہیں اخلاق کا شجرہ ہیں

ہر عہد کی سچائی، جا کر اُنھیں لے آئی
احساں کا عدالت کا عظمت کا اثاثہ ہیں

پیغمبرِ رحمت کا، وعدہ ہے شفاعت کا
محشر میں مظفر کی بخشش کا وسیلہ ہیں

معنیِ حرفِ کُن

مصدرِ بیخ و بُن

مصحفِ لم یزل

پیش لفظِ اَزل

جملۂ اِختتام

تجھ پہ لاکھوں سلام

فِکر کیا جو تصوّر کی حد میں نہ آئے
وہ خدا جو گرفتِ خرد میں نہ آئے

اُس سے پردہ نہیں
اُس کا تو ہم نشیں

اُس سے تو ہمکلام
تجھ پہ لاکھوں سلام

کیا اِحاطہ کروں میں تِری ذات کا
تُو ہے دُولھا زمانے کی بارات کا

مطلعِ ہر طبق
ہر سحر کی شفق

ہر صدی کے امام
تجھ پہ لاکھوں سلام

سارے قرآں کو تیری گواہی کہوں
یا تجھے ہی کتابِ الٰہی کہوں
تُو نِصاب کرم
امن تیرا علم
عدل تیرا نظام
تجھ پہ لاکھوں سلام

جنتِ فکر میں ذہن رہنے لگا
میں غزل گو تِری نعت کہنے لگا
تیرا اِحسان ہے
میری پہچان ہے
اب فقط تیرا نام
تجھ پہ لاکھوں سلام

غرق تیری محبّت میں جو دِل نہیں
اُس کا ایمان، ایمانِ کامل نہیں
تیری چاہت کی خیر
تجھ کو چاہے بغیر
مُجھ پہ جینا حرام
تجھ پہ لاکھوں سلام

ہونٹ جب متّصل ہوں تِرے اسم سے
روشنی پُھوٹتی ہے مرے جسم سے
یُوں تِری مشعلیں
میرے اندر جلیں
جگمگاؤں تمام
تجھ پہ لاکھوں سلام

○

نہ مِرے سخن کو سخن کہو نہ مِری نوا کو نوا کہو
مِری جاں کو صحنِ حَرم کہو مِرے دل کو غارِ حِرا کہو

میں لکھوں جو مدحِ شہِ اُمم پرِ جبرئیل بنے قلم
میں ہوں ایک ذرۂ بے درم مگر آفتابِ ثنا کہو

طَلَبِ شہِ عربی کروں میں طوافِ حُبِّ نبی کروں
مگر ایک بے اَدبی کروں مجھے اُس گلی کا گدا کہو

نہ دھنک نہ تارہ نہ پھول ہوں قدمِ حضورؐ کی دھول ہوں
میں شہیدِ عشقِ رسُول ہوں مِری موت کو بھی بقا کہو

جو غریب عِشق نورد ہو اُسے کیوں نہ خواہشِ دَرد ہو
مِرا چہرہ کِتنا ہی زرد ہو مِری زندگی کو ھَرا کہو

مِلے آپ سے سَندِ وفا ہو بلند مرتبۂ صفا
مَیں کہوں محمدِؐ مصطفےٰؐ کہو تم بھی صَلِّ عَلےٰ کہو

وُہ پیام ہے کہ پیام بر وہ ہمارے جیسا نہیں مگر
وہ ہے ایک آئنۂ بشر مگر اس کو عکسِ خدا کہو

یہ مظفر ایسا مکین ہے کہ فلک پہ جس کی زمین ہے
یہ سگِ براق نشین ہے اسے شہسوار صبا کہو

ایک بے نام کو اعزازِ نسب مِل جائے
کاش مَدّاحِ پیمبرؐ کا لقب مِل جائے

میری پہچان کسی اور حوالے سے نہ ہو
اقتدارِ درِ سُلطانِ عرب مِل جائے

آدمی کو وہاں کیا کچھ نہیں مِلتا ہو گا
سنگریزوں کو جہاں جنبشِ لب مِل جائے

کس زباں سے مَیں تِری ایک جھلک بھی مانگوں
طلبِ حسن تو ہے حُسنِ طلب مِل جائے

اب تو گھر میں بھی مسافر کی طرح رہتا ہوں
کیا خبر اِذنِ حضوری مجھے کب مِل جائے

ایک پل کو بھی جو ہو جائے توجہّ تیری
عمر بھر کے لِیے مِلنے کا سبب مِل جائے

رابطہ تجھ سے رہے پردۂ تاریکی میں
دیدۂ شوق کو بیداریٔ شب مِل جائے

تو اگر چھاپ غلامی کی لگا دے مجھ پر
مجھ گنہگار کو پروانۂ رب مل جائے

دے نہ قِسطوں میں مظفر کو محبت اپنی
جس قدر اس کے مقدّر میں ہے سب مِل جائے

کُھل گئیں سرحدیں، لامکانی تہِ آسماں آ گئی
آپ تشریف لائے تو جسمِ دو عالم میں جاں آ گئی

وقت کا قافلہ، روشنی کے سفر پر روانہ ہُوا
بے جہت زندگی، عبد و معبُود کے درمیاں آ گئی

ذرّہ ذرّہ حجازِ مقدس کا آئینہ گر بن گیا
اپنے ہاتھوں میں کھلتے ہُوئے پھُول لے کر خزاں آ گئی

تنگ ذہنوں پہ جب آپ نے ڈال دی اِک کشادہ نظر
ذات کے قیدیوں میں بھی اِک وسعتِ بیکراں آ گئی

جب محمدؐ کی تنہائی نے بھیڑ کو ہمنوا کر لیا
خُود گروہِ یقیں کی طرف نسلِ وہم و گماں آ گئی

کلمہ آپ کا سنگریزوں کو دیکھا جو پڑھتے ہُوئے
پتھّروں کو خُدا کہنے والوں کے لب پر اذاں آ گئی

جب مدارِ زمیں سے نکل کر قدم مُصطفٰےؐ نے رکھے
آہٹوں کی طرف چاند تارے بڑھے' کہکشاں آ گئی

میں نے بھیجا ہے جب بھی مظفر درود آپ پر یُوں لگا
جیسے شیرینیوں کے شکنجے میں ساری زباں آ گئی

مرتبہ مجھ کو فنا فیِ العشق کا درکار ہے
اپنے آئینے میں عکسِ مُصطفےٰ درکار ہے

جیسا وہ فیّاض ویسی تہی دامانی مِری
مجھ بھکاری کو شہِ اَرض و سَما درکار ہے

لَوٹ جا عہدِ نبی کی سمت رفتارِ جہاں
پھر مِری پسماندگی کو اِرتقا درکار ہے

میں نے اپنی جستجو میں کِتنی صدیاں کاٹ دیں
میرے مولا مُجھ کو اپنا ہی پتہ درکار ہے

قیمتی پوشاک میں بھی ہے برہنہ زندگی
روشنی کو تیرے سائے کی قبا درکار ہے

صرف تجھ پر خرچ کرنا چاہتا ہوں زندگی
ایک شب میں عمر بھر کا رت جگا درکار ہے

لے بھی لے اب اپنی رحمت کی پناہوں میں اسے
اُمّتِ بیمار کو دارالشّفا درکار ہے

زینۂ خوشنودیِ حق ہیں ترے نقشِ قدم
پہلے وہ تیرا بنے جس کو خُدا درکار ہے

ایک پل بھی ہو بہت تجھ تک پہنچنے کے لیے
طے نہ جو کرنا پڑے وہ راستہ درکار ہے

مبتلائے حبسِ دُوری ہے مظفر وارثی
شاہِ بطحا اس کو بطحا کی ہوا درکار ہے

○

عِلم محمدؐ عدل محمدؐ پیار محمدؐ
ساری اعلیٰ قدروں کا شہکار محمدؐ

ہم اجمالی کیا جائیں تفصیل میں اُن کی
کیا دُنیا کیا عقبیٰ سب تحویل میں اُن کی
وقت کے بیچ محمدؐ وقت کے پار محمدؐ

سُورج چاند سِتارے اُن کے زیرِ سایہ
جو اُن تک پہنچا وہ روشنیاں لے آیا
بانٹیں کیا کیا چمکیلے کردار محمدؐ

بندوں سے کیا ہوں گی تحقیقات خُدا کی
مسجدِ ہستی کا رقبہ ہے ذات خدا کی
سارے پیمبرؑ محرابیں' مینار محمدؐ

ڈھوپ گناہوں کی بھی سایہ دار ہے کتنی
میری درویشی سرمایہ وار ہے کتنی
میرے لب پر آیا لاکھوں بار محمدؐ

اپنی اپنی تہذیبیں سب بُھول چکے ہیں
سب پتھر کے عہد کی جانب لوٹ رہے ہیں
دُنیا کی ہر قوم کو ہیں درکار محمدؐ

اپنی خاص عنایت صَرف بھی فرماتے ہیں
خود اُس کی توسیعِ ظرف بھی فرماتے ہیں
عِشق جسے دیتے ہیں بے مقدار محمدؐ

کیوں نہ مظفر میرے پاؤں پڑے خُوش بختی
میری گردن میں بس اُن کے نام کی تختی
میری سب خُوشیاں سارے تہوار محمدؐ

○

۹۹

یہ دن میرے نبی کی پیدائش کا دِن ہے
یعنی خُدا کی تکمیلِ خواہش کا دن ہے

رحمتِ حق کا آج مُحمدؐ نام پڑا تھا
تہذیب و اخلاق کی افزائش کا دِن ہے

شہر عِلم سے آج زمیں آباد ہُوئی تھی
ہر آبادی میں جشنِ دانش کا دِن ہے

پورے سال رہے مُجھ پر اس دن کا سایا
برسوں کی صدیوں کی گنجائش کا دِن ہے

گلیوں بازاروں کو روشن کرنے والو
روحوں اور ذہنوں کی آرائش کا دِن ہے

حشر کے میداں سے کُچھ کم تو نہیں دُنیا بھی
ایسے جیو جیسے ہر دِن پرسش کا دِن ہے

لشکرِ عصیاں بھی ہے کوہِ ذات کے پیچھے
بے خبرو اپنے اوپر یورش کا دِن ہے

تقلیدِ سرکارِ دو عالَم کے فیتے سے
اپنے اپنے قد کی پیمائش کا دن ہے

کاش اسی دن آئے مُجھ کو مَوت مظفّرؔ!
میری لُغت میں تو یہ دن بخشش کا دِن ہے

آئے تھے ساری صبحوں کے سالار خواب میں
رہتا ہوں اس کے بعد سے بیدارؔ خواب میں

حاضر ہوا تھا زہرِ گنہ میں بجھا ہوا
تریاق دے گئے مرے سرکار خواب میں

سوتے میں بھی درود ہے میری زبان پر
تصویر بھی ہے آئنہ بردار خواب میں

اس ایک رات کا بڑا احسان مند ہوں
دروازے لیکر آ گئی دیوار خواب میں

آنکھوں کی بھیڑ لگ گئی سارے وجود پر
دیکھا جو ان کو میں نے لگاتار، خواب میں

بیداریوں کے حبس سے پیچھا چھڑا لیا
گھر لے لیا ہے ایک ہوادار خواب میں

آتی ہیں ان کی رحمتیں مجھ کو خریدنے
لگنے لگا ہے عشق کا بازار خواب میں

کتنا کرم ہے تجھ پہ مظفرؔ حضورؐ کا
تعمیر ہو گیا ترا کردار خواب میں

میرے اچھّے رسُول

کر مجھے مالا مال
میری جھولی میں ڈال

اپنے قدموں کی دُھول
میرے اچھّے رسُول

آرزوئے وصال جیسے باہوں میں حُور
اور دِل کا یہ حال جیسے جلتا ہو طور
تُو ہی میرا مدار
تو ہی میرا حِصار
تو مِرے آر پار

جیسے شیشے سے نُور

یُوں ہے تو میرے سنگ
جیسے پانی میں رنگ

جیسے کانٹوں میں پھُول
میرے اچھّے رسُول

تشنگی کا علاج سَنگِ اسود کے پاس
چارۂ اِختلاج سبز گنبد کے پاس
اشک بن کر دُعائیں
میری پلکوں پہ آئیں
اور صدائیں لگائیں

چل محمدؐ کے پاس

تخت مانگوں نہ سیج
کوئی پروانہ بھیج

کر مجھے بھی قبُول
میرے اچھّے رسُول

تیری فرقت کی دُھوپ میری فصلِ بہار
تیری یادوں کا رُوپ میرا جیون سنگھار
آنکھ جلوہ بدوش
رُوح احرام پوش
تیرے حلقہ بگوش

میرے لیل و نہار

رونقِ ہست و بُود
صِرف تیرا وجُود

تیرے سچے اصُول
میرے اچھے رسُول

میری سانسوں کی باڑھ　　تیرے آنگن کے ساتھ

میرا گزرے اَساڑھ　　تیرے ساون کے ساتھ

ابرِ رحمت گواہ

دُھل گئے سب گناہ

جب سے لپٹی نگاہ

تیرے دامن کے ساتھ

راہِ حق پر مدام

چلے تیرا غلام

اب نہ ہو کوئی بُھول

میرے اچھّے رسُول

○

نبیؐ کے پائے اقدس سے، ہے مجھ کو رابطہ رکھنا
فرشتو سنگ اُسود تک لحد میں راستہ رکھنا

شہیدانِ محبت کے لئے یہ رزق کافی ہے
درودوں کا سلاموں کا زباں پر ذائقہ رکھنا

مکاں میں رہ کے سیرِ لامکاں کرنے کی خواہش ہے
تو در ہی در کُھلیں گے ایک در سے واسطہ رکھنا

لِٹا کر قبر میں جب خاک مجھ پر ڈال دی جائے
تو کتبے کی جگہ ٹوٹا ہوا اک آئنہ رکھنا

علیحدہ ہو کے بھی ملتی رہے گی زندگی تم سے
مظفر موت کا مرنے سے پہلے تجربہ رکھنا

○

محمدؐ کی اطلاعت کر رہا ہوں
خریداریِ رحمت کر رہا ہوں

نبیؐ کو جس نے پہلی بار دیکھا
میں اس لمحے کی بیعت کر رہا ہوں

ترے محبوب کی خاطر الٰہی
تری دنیا میں شرکت کر رہا ہوں

فرازِ کرسی و سدرہ پہ چڑھ کر
مدینے کی زیارت کر رہا ہوں

صحیفہ ہیں جو ہجرِ مصطفیٰؐ کا
ان اشکوں کی تلاوت کر رہا ہوں

ہیں نعلینِ محمدؐ تاج میرا
غلامی میں حکومت کر رہا ہوں

مجھے کعبہ بہت پیارا ہے لیکن
نبیؐ کے ساتھ ہجرت کر رہا ہوں

نمازوں کو درودوں سے سجا کر
عبادت ہی عبادت کر رہا ہوں

بہت ہی شوق ہے جینے کا مجھ کو
تمنائے شہادت کر رہا ہوں

عمل تو آخرت میں شائع ہوں گے
یہاں ان کی کتابت کر رہا ہوں

جہاں حسان نعتیں پڑھ رہے ہیں
وہاں کی میں نظامت کر رہا ہوں

قدموں سے پھُوٹتی ہے چمک ماہتاب کی
دہلیز پر کھڑا ہُوں رسالتمآب کی

ہے چہرۂ رسُول نگاہوں کے سامنے
تفسیر پڑھ رہا ہُوں مَیں اُمّ الِکتاب کی

اُس والیِ بہار کا دامن ہے ہاتھ میں
مٹّی ہے جس کے سامنے خُوشبو گُلاب کی

مُجھ بے نوا فقیر کی آنکھیں سوال ہیں
خیرات مانگتی ہے سماعت جواب کی

گھر جس کو پانیوں پہ بنانے سکھائے تھے
رُلتی ہے ساحلوں پہ وُہ اُمّت جناب کی

روضے کی جالیوں سے جکڑ دیجئے مجھے
زنجیر کاٹ دیجے مِرے اضطراب کی

سویا ہُوا ہوں آپ کے قدموں کی خاک پر
تعبیر بھی ہو کاش یہی میرے خواب کی

جذبِ جمال ہو کے بھی چمکی نہیں نظر
مُجھ کو صلاحیّت ہو عطا اِکتساب کی

سانسیں ہیں پُل صراط مظفّر کے واسطے
دُنیا بھی اِک مثال ہے روزِ حساب کی

سب زمانوں سے افضل زمانہ ترا
تُو مکمل، مکمّل زمانہ ترا

کس قدر زنگ آلود تھی زندگی
کر گیا کتنا صیقل زمانہ ترا

دیکھتا کیا کوئی تیری پرچھائیاں
لیکے چلتے تھے بادل زمانہ ترا

لمحے لمحے کی مٹھی میں جگنو ترے
ہر زمانے کی مشعل زمانہ ترا

تیز گھوڑے پہ بیٹھے ہوئے وقت سے
کتنا آگے ہے پیدل زمانہ ترا

آدمی کو کھٹکنے لگا آدمی
ہو گیا جب سے اوجھل زمانہ ترا

حرف اوّل بھی تو حرفِ آخر بھی تو
دیکھتا ہوں مسلسل زمانہ ترا

ریگزاروں میں آباد مخلوق کو
کرنے آیا تھا جل تھل زمانہ ترا

ہر اندھیرے کا زیور تری روشنی
پھول تیرا سخن پھل زمانہ ترا

میں اُس زمانے کا منتظر ہوں' زمانہ جب بے مثال ہو گا
ہر ایک مسجد مدینہ ہو گی ہر اک موذّن بلال ہو گا

چمک اٹھے گر ضمیر اپنے' جو ہو گئے ہم اسیر اپنے
ہر ایک آہٹ چراغ ہو گی' ہر ایک سایا ہلال ہو گا

حضورؐ کے آئنے اٹھا کر چلے تو پہچانے جائیں گے ہم
سفارشِ عشقِ مصطفےٰؐ سے ہمارا باطن بحال ہو گا

قرون اولیٰ سے رابطہ کر لیا جو اپنی ترقّیوں نے
محبتوں سے صداقتوں سے ہر آدمی مالا مال ہو گا

جہاد کرنا ہے ہر گھڑی سے، حساب لینا ہے زندگی سے
منائیں گے جشنِ خیر، اس دن، بدی کا جب انتقال ہو گا

چنے گا جو راستے کے پتھر، اُسے زمانہ کہے گا رہبر
کسی کو ٹھوکر لگی تو ہر میر کارواں سے سوال ہو گا

شریعتِ مصطفےٰؐ مظفر، ہماری آئین ساز ہو گی
خدا کا قانون، اپنا قانون بن گیا تو کمال ہو گا

طالبِ دعا:
ابو المیزاب محمد اویس رضوی
www.facebook.com/owaisoloGy

تنہائی میں بھیڑ لگا دوں، بھیڑ میں پھروں اکیلی
تیری راہ میں لُٹ کر میں نے، اپنی قیمت لے لی

نام ترا لے لے کر، اپنے آپ کو دوں آوازیں
تیرے اندر ڈوب کے پار اتر گئی میں البیلی

تیرے قدموں پر سر رکھ کر بڑھا لیا قد اپنا
اوڑھ کے تیری لگن کے شعلے، تیز ہوا سے کھیلی

رہوں خود اپنی آنکھ سے اُوجھل، جب سے تجھ کو دیکھا
جب سے تیرا دامن تھاما، چمکے مری ہتھیلی

تیرے دھیان کی دیواروں سے لپٹ لپٹ کر روؤں
تیری آہٹ سے آباد ہے میری عشق حویلی

نکلی تھی میں تجھے ڈھونڈھنے' گم خود کو کر ڈالا
کچھ تیرے انداز نرالے اور کچھ میں البیلی

ہجر کا پنجرہ کھول کے جانے کب تقدیر اڑا دے
بوجھتی رہ جائے گی دُنیا' میری درد پہیلی

ٹھاٹھیں مار رہے ہیں مجھ میں عشق کے ساتھ سمندر
جب سے مجھ پر تو نے رحمت کی اک بوند انڈیلی

اُجلے اُجلے کفن میں' ڈھانپ کے بوسیدہ تن اپنا
پھر سے میں ایک بار مظفر ہو گئی نئی نویلی

پتھر کی پتھر ہی رہتی، تیری اگر نہ ہوتی
جب سے میں نے تجھے چُھوا، مجھے لگ گئے ہیرے موتی

کانوں میں آہٹیں تھیں دیواروں پر تیرے سائے
ہجر کی کھٹیا پر میں کیسے لمبی تان کے سوتی

سانسیں شعلے بن کر نکلیں آنکھیں لَو دیتی ہیں
رُوئیں رُوئیں میں جاگ رہی ہے تیرے عشق کی جوتی

تیری خوشنودی و رضا کے اتنے پھول نہ کھلتے
دل کی بنجر زمیں پہ آہیں آنسو اگر نہ بوتی

ساحل کی آوازیں اگر نہ آتیں گہرائی سے
جان بوجھ کر کیوں تیرے دریا میں ناؤ ڈبوتی

تیری رحمت اٹھا نہ لیتی' ڈھیروں پاپ جو میرے
جیون گٹھڑی کا میں کیسے بوجھ کمر پر ڈھوتی

مجھ پیاسی کا پیا مظفر اگر خیال نہ رکھتے
ریت پہ بیٹھ کے پھر کیسے' لہروں کے ہار پروتی

مسجدِ عشق میں دن رات عبادت کرنا
میرا پیشہ ہے محمدؐ سے محبت کرنا

آپؐ کے چاہنے والوں میں مرا نام بھی ہے
یا نبیؐ مجھ کو بھی شائستۂ رحمت کرنا

روزنِ خواب و تصور سے بھی صرف ایک نظر
دیکھ لو اُن کو تو اعلانِ بصیرت کرنا

اُن کو پڑھ لو تو اطاعت کے لب و لہجہ میں
عمر بھر ترجمۂ آیۂ سیرت کرنا

کام آئے گی تو آئے گی غلامی اُن کی
اُن کی دہلیز پہ سر رکھ کے حکومت کرنا

آپ کے سائے میں ہو حشر مرا میرے حضورؐ
اپنے ہمراہ مجھے داخلِ جنت کرنا

زہے قسمت مرا آقاؐ مرا مولاؐ وہ ہے
جس کا منصب ہے رسولوں کی امامت کرنا

پڑھ کے قرآنِ خدا میں نے مظفر سیکھی
مالک و سرورِ کونینؐ کی مدحت کرنا

مرا تو سب کچھ مرا نبیؐ ہے

سیاہیاں مجھ میں داغ مجھ میں
جلیں اُسی کے چراغ مُجھ میں

اثاثۂ قلب و جاں وُہی ہے
مرا تو سب کچھ مرا نبیؐ ہے

مِرے گناہوں پہ اُس کا پردہ

وہ میرا اِمروز میرا فردا

ضمیر پر حاشیے اُسی کے

شعور بھی اُس کا وضع کردہ

وہ میرا ایماں مِرا تیقّن

وہ میرا پیمانۂ تمدّن

وہ میرا معیارِ زندگی ہے

مِرا تو سب کچھ مِرا نبیؐ ہے

وہ میری منزل بھی ہمسفر بھی

وہ سامنے بھی پسِ نظر بھی

وہی مجھے دُور سے پکارے

اُسی کی پرچھائیں رُوح پر بھی

وُہ رنگ میرا وُہ میری خُوشبُو

میں اُس کی مُٹھی کا ایک جگنو

وُہ میرے اندر کی روشنی ہے

مِرا تو سب کچھ مِرا نبیؐ ہے

نہ مجھ سے بارِ عمل اٹھے گا
نہ عضو ہی کوئی ساتھ دے گا
اگر کہے گا تو روزِ محشر
خُدا سے میرا نبیؐ کہے گا

سیاہیاں داغ صاف کر دے
اسے بھی مولا معاف کر دے

یہ میرا عاشق ہے وارثی ہے
مِرا تو سب کچھ مِرا نبیؐ ہے

○

127

خدا نے دل دیا دل کو خدا نبیؐ نے دیا
جو دسترس میں کسی کی نہ تھا نبیؐ نے دیا

نئے اصول نئی زندگی نیا انساں
پُرانے دور کو سب کچھ نیا نبیؐ نے دیا

بُتوں کے شہر میں ظلم و ستم کی بستی میں
حرم کو جاتا ہوا راستہ نبیؐ نے دیا

حدیں پھلانگ گیا ہوں وجود کی اپنے
دیا تو عشق بھی بے انتہا نبیؐ نے دیا

کھڑا ہوں صف میں امیروں کی میں غریبِ عمل
مری طلب سے بھی مجھ کو سوا نبیؐ نے دیا

نگل لیے مرے اندر کے اژدہے جس نے
مرے شعور کو ایسا عصا نبیؐ نے دیا

پیالہ ہوتا ہے خالی نہ پیاس بجھتی ہے
نہ جانے مجھ کو پیالے میں کیا نبیؐ نے دیا

خدا کریم تو پیغمبرِ خدا بھی کریم
خدا نے جو بھی مظفر دیا نبیؐ نے دیا

سخن کی داد خُدا سے وصُول کرتی ہے
زبان آج ثنائے رسُولؐ کرتی ہے

کہی ہے نعتِ نبیؐ رُوح کی نمو کے لیے
لہُو میں ڈُوب گیا ہے قلم وضو کے لیے

ہر ایک سانس محمدؐ کے نام پر نِکلا
خیال ذہن سے احرام باندھ کر نکلا

حضور یُوں مِری آنکھوں کے سامنے آئے
کوئی چراغ کی لَو جیسے تھامنے آئے

جبیں لیے جو قدم کے نشان تک پہنچا
قدِ حقیر مرا آسمان تک پہنچا

نبی کا گوشۂ دامن جو ہات میں آیا
سمٹ کے سارا جہاں میری ذات میں آیا

وہ عکسِ قرب مِری رُوح میں اُترنے لگے
کہ میری خاک پہ آئینے رشک کرنے لگے

نظر نے آپ کے جلووں کا جب طواف کیا
خُدا نے مُجھ سے گنہگار کو معاف کیا

جامع الحسنات ہیں وہ ارفع الدرجات وہ
اس جہاں کے اُس جہاں کے نوشہ وہ بارات وہ

حسنِ توریت و زبور، انجیل و قرآن کا جمال
شجرۂ حرفِ بخاری، طرّۂ مشکوٰۃ وہ

ہر عبارت ہے ادھوری ان کی شرکت کے بغیر
ہر دعا کے آگے پیچھے، جانِ التّحیات وہ

مورثِ زہد و تصوف، موجدِ عشق و جہاد
غار میں مصروف گریۂ، قائدِ غزوات وہ

میرا ایماں ہے بتا دیتا ہے خود ان کو خدا
رکھتے ہیں ہر علم نا موجود و موجودات وہ

شکرِ رب کرتے ہوئے ان کی زباں تھکتی نہیں
ہاتھ کا لقمہ بھی کر دیتے ہیں جب خیرات وہ

کیا ہے فرقِ بندہ و مولا مظفر کیا خبر
آنکھ وہ ہیں حق تعالیٰ کی زباں وہ ہاتھ وہ

زیارت کر چکی بیدار خوابی یارسولؐ اللہ
مری اندر کی آنکھیں ہیں صحابی یارسولؐ اللہ

روانہ خود تلاشی کی مہم پر کیجئے ہم کو
ہم اپنی چاہتے ہیں بازیابی یارسولؐ اللہ

ہمارے حجرۂ عرفاں پہ تالا کس نے ڈالا ہے
عطا ہو جائے اس تالے کی چابی یارسولؐ اللہ

ہماری آہٹیں بھی اپنے رستے پر لگا دیجے
ہوں ہم بھی آپؐ جیسے انقلابی یارسولؐ اللہ

درودوں اور دعاؤں کا جواب ابتک نہیں آیا
لفافے سارے بھیجے ہیں جوابی یارسولؐ اللہ

شبِ تنہائی میں جب آپ کو آواز دیتا ہوں
چھڑائے خوں رگوں میں ماہتابی یارسولؐ اللہ

کوئی خوبی نظر آتی نہیں کردار میں اپنے
یہی بس ایک ہے مجھ میں خرابی یارسولؐ اللہ

مظفر کی رگوں میں خون تو بوبکرؓ کا دوڑے
دماغ اس کا مگر ہے بوتُرابی یارسولؐ اللہ

حضور آئے کہ سرکشوں میں محبتوں کا سفیر آیا
پکار اٹھا کاروانِ عالم، امیر آیا امیر آیا

زمین، مارے خوشی کے جھومے، ہوا ادب سے زمیں کو چومے
چھتوں پہ مہمان عرشِ اُترا گھروں میں بدرِ منیر آیا

بلا رہی ہے محبت اُس کی چلو کریں چل کے بیعت اُس کی
جو تھام لے گرتے آسماں کو وہ پیر وہ دستگیر آیا

اصول یکتا حیات یکتا، عجیب ہے اُس کی ذات یکتا
کہ اُس کی یکتائی کے جلو میں جلوسِ جمِ غفیر آیا

بھڑکتے شعلے بھی شبنمی ہیں شجر حجر خیر مقدمی ہیں
بشر فقید المثال آیا، نبی عدیم النّظیر آیا

تصورِ عشق کائناتی، تغیرات عمل ثباتی
مرید سلطانیاں بھی، جس کی وہ فخرِ آدم فقیر آیا

مٹا دیئے سب غرور اُس نے، عطا کیا وہ شعور اُس نے
کہ آپ اپنے مقابلے پر، ہر آدمی کا ضمیر آیا

درندگی سے نجات پا کر، چلا ہے انسان سر اُٹھا کر
تمدّنوں پر اُسی کا سایہ، وہ آیا خیرِ کثیر آیا

حریفِ جاں کو پناہ دیدی، فصیل زادوں کو راہ دیدی
دعائیں کیں اُس طرف روانہ، جدھر سے دشنام و تیر آیا

خدا نے بھیجا سلام جس پر، اُتارا اپنا کلام جس پر
ہوا جریدہ تمام جس پر، مظفر ایسا مُدیر آیا

دل میں سرکارؐ کا غم رکھ لینا
جیب میں بس یہ رقم رکھ لینا

پاؤں چومیں گی حدیں دنیا کی
ذہن میں اُن کے قدم رکھ لینا

کھود کر سارا وجود اندر سے
خشتِ بنیاد حرم رکھ لینا

اُن کے قدموں پہ لٹانے کے لیے
صدقۂ دیدۂ نم رکھ لینا

جب پکارے تمہیں آہٹ اُن کی
اپنے کاندھوں پہ عَلَم رکھ لینا

اپنی بخشش کے لیے کافی ہے
اُن سے اُمیّدِ کرم رکھ لینا

کام آئے گی محبت اُن کی
ساتھ کچھ زادِ عدم رکھ لینا

لکھنا مر کر بھی مظفرؔ نعتیں
قبر میں لوح و قلم رکھ لینا

میری بستی، حجرۂ پائے رسولؐ
میں بھی ہوں باشندۂ پائے رسولؐ

اُن کے دروازے کا پتھر، میرا سر
میرا جھومر، ذرۂ پائے رسولؐ

پہلی سیڑھی پر کھڑے ہیں آسماں
چڑھ رہا ہوں زینۂ پائے رسولؐ

طے نہ ہو کیوں آخرت تک کا سفر
ہے سواری، ناقۂ پائے رسولؐ

کر رہی ہے زندگی میرا طواف
لے رہا ہوں بوسۂ پائے رسولؐ

عشق و بینائی کی ہر دیوار پر
رکھ دیا آئینۂ پائے رسولؐ

میں سماعت کے سوا کچھ بھی نہیں
سُن رہا ہوں نغمۂ پائے رسولؐ

نقب یہ دنیا لگا سکتی نہیں
زندگی ہے قلعۂ پائے رسولؐ

تاج پہنوں گا مظفر حشر میں
میں بھی ہوں دیوانۂ پائے رسولؐ

١٦١

”حق موجود محمدؐ صُورت“

بندہ و مولاؐ اوّل و آخر

آپ ہی منزل، آپ مُسافر

شیشۂ کثرت، چہرۂ وحدت

”حق موجُود محمدؐ صُورت“

روشنیوں سا، پیکرِ خاکی
لاکھوں ہی صُبحیں، اوٹ قبا کی
عرشِ مُعلّےٰ اُس کا مُصلّےٰ
ہاتھ میں ڈوری اَرض و سما کی

عالمِ بالا، دیکھنے والا
خیلِ ملائیک، سیّدِ اُمّت
"حق موجود محمدؐ صُورت"

غارِ حرا سے پھُوٹی ہوئی ضَو
حُسنِ اَحد کی وُہ ابدی لَو
اُس کی پناہیں خُلد کی راہیں
مشرق و مغرب اُس کا ہی پَرتو

اُس کی گواہی، مُہرِ الٰہی
دینِ مکمّل، ختمِ نبوّت
"حق موجود محمدؐ صُورت"

موجِ تبسّم، نُور کی دھاری
لرزشِ داماں، بادِ بہاری
چاپ قدم کی شمع حرم کی
جنبشِ ابرُو، رحمتِ باری

ہلتے ہُوئے لَب، فیصلۂ رب
سانس بھی اُس کا، حُکمِ شریعت
"حق موجُود محمدؐ صُورت"

صاحبِ عالمؐ صدرِ زمانہ
ہاتھ ہیں خالی، بانٹنے خزانہ
سِینوں کے اندر، اس کا سمندر
رُوحوں کے حُجرے اُس کا ٹھکانہ

اُس کا صحیفہ، میرا وظیفہ
اُس کی محبت، میری عبادت
"حق موجُود محمدؐ صُورت"

○

جو عرش کا چراغ تھا میں اُس قدم کی دُھول ہُوں
گواہ رہنا زندگی میں عاشقِ رسُول ہُوں

مِری شگفتگی پہ پت جھڑوں کا کُچھ اثر نہ ہو
کِھلا ہی جو ہے مصطفیٰ کے نام پر وُہ پُھول ہُوں

مِری دُعاؤں کا ہے رابطہ درِ حضور سے
اسی لیے خُدا کی بارگاہ میں قبول ہُوں

بڑھا دیا ہے حاضری نے اور شوقِ حاضری
مسرتیں سمیٹ کر بھی کِس قدر مَلول ہُوں

درود دل نے پڑھا تھا زبان سے پہلے
اذان روح میں گونجی تھی کان سے پہلے

حضورؐ نے متعارف کرا دیا ورنہ
مراسم اتنے نہ تھے آسمان سے پہلے

کلام پھر کیا، پہلے سلام اُن کو کیا
کوئی بھی فصل نہ کاٹی لگان سے پہلے

ہر اک رسولؐ نے کی آخری رسولؐ کی بات
سُنی ہے چاپ، قدم کے نشان سے پہلے

ہے سلسلہ مرے اجداد کا بھی روحانی
یقین مجھ کو ملا تھا گمان سے پہلے

مظفر اس لیے دنیا ہے ان کی شکر گزار
یہ بے امان تھی ان کی امان سے پہلے

مرکزِ عدل و محبت آپ ہیں
ہر زمانے کی ضرورت آپ ہیں

بعد از حمد و ثنائے ذوالجلال
لائقِ کُل مدح و مِدحت آپ ہیں

یہ جہاں قدرت کا ہے اِک آئینہ
آئنے کا حُسنِ صورت آپ ہیں

وقت کے لب پر قصیدہ آپ کا
حرفِ کُن کی مقصدیّت آپ ہیں

آپ محرابِ ازل میں جلوہ گر
صاحبِ ختمِ نبوت آپ ہیں

جو چلی تھی حضرت ابراہیمؑ سے
دینِ حق کی وہ روایت آپ ہیں

آئے دُنیا میں ہزاروں انبیا
لائے جو حتمی شریعت آپ ہیں

سب مظاہر مجلسی ہیں آپ کے
صدرِ ایوانِ حقیقت آپ ہیں

آپ ہیں اللہ کے عینی گواہ
اعتبارِ آدمیّت آپ ہیں

آپ نے توڑی حدودِ لامکاں
ہم رکابِ ہر مسافت آپ ہیں

آپ پر نازل ہُوا قرآنِ پاک
یعنی اُس کی آیت آیت آپ ہیں

ہر نبی کی خوبیاں ہیں آپ میں
انتہائے جامعیّت آپ ہیں

ہمہ واں ہے اُمیّت بھی آپ کی
وارثِ عقل و فراست آپ ہیں

گمرہی کے عالمی صحراؤں میں
چشمۂ رشد و ہدایت آپ ہیں

ایک پل بھی عمر کا اوجھل نہیں
معتبر تاریخِ سیرت آپ ہیں

پورے دن کی روشنی جیسا وجود
آفتابِ وحی و دعوت آپ ہیں

آپ کا ہر حرف' حرفِ ایزدی
راست گفتاری کی حُرمت آپ ہیں

آپ کا ہر اِک عمل حُسنِ حیات
شاہکارِ کاملیّت آپ ہیں

آپ پر لوگوں کے باطن منکشف
مصلحِ تخئیل و خلوت آپ ہیں

سایۂ عالم یتیمی آپ کی
خازنِ ہر بے بظاعت آپ ہیں

فخر کے معنی فقیری آپ کی
یعنی دِل والوں کی دولت آپ ہیں

آپ کے پَیرو شعور و لاشعور
پیشوائے عِلم و حکمت آپ ہیں

حق تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے
بے وسیلوں کی وساطت آپ ہیں

دے حریفِ جاں شہادت آپکی
والیِ صدق و صداقت آپ ہیں

دوستوں کے واسطے کیا ہوں گے آپ
دشمنوں کے حق میں رحمت آپ ہیں

ظالموں کے سامنے حق بات کی
ہمارے مظلوموں کی طاقت آپ ہیں

آپ کے قدموں کی مٹّی کی قَسم
آسمانِ استقامت آپ ہیں

وقفِ دیں ہے لمحہ لمحہ آپ کا
پھر بھی مصروفِ سیاست آپ ہیں

جُود و استغنا، توکّل، مسکنت
ساری قدروں کی ضمانت آپ ہیں

عزم و استقلال کی ایثار کی
کس قدر روشن علامت آپ ہیں

آپ کی تنہائی بھی اِک طائفہ
کتنی کثرت خیز وحدت آپ ہیں

اے خطیبِ منبرِ کوہِ صفا
جانِ تقریر و خطابت آپ ہیں

آرزوؤں کا لقب بے نفسیاں
عجزِ اِنسانی کی رفعت آپ ہیں

آپ کی فاقہ کشی پر سنگ دنگ
پیکرِ صبر و قناعت آپ ہیں

دِل نہیں توڑا کِسی دُکھ درد کا
سرپرستِ ہجر و ہجرت آپ ہیں

مجرموں کو جو سزائے رحم دے
ایسا قانون و عدالت آپ ہیں

سلطنت آرائی کی تصویر میں
رنگِ مزدوری و محنت آپ ہیں

ہر قدم کفّار سے جنگ آزما
ہر نَفَس محوِ عبادت آپ ہیں

اہل خانہ بھی ہیں اور احباب بھی
غار کی بھی زیب و زینت آپ ہیں

چلتے پھرتے اور سوتے جاگتے
مستجابِ ربّ العزّت آپ ہیں

جسم اطہر پر چٹائی کے نشاں
اور سُلطانِ ریاست آپ ہیں

آپ کا ایک ایک لمحہ دائمی
ایک، عالَم گیر قوّت آپ ہیں

فاتحِ دِل فاتحِ ذہن و ضمیر
عِشق کا دارالحکومت آپ ہیں

جو ہمارے پاس رکھوائی گئی
کبریا کی وہ امانت آپ ہیں

ڈھونڈتی رہتی ہیں آنکھیں آپ کو
میرا موضوعِ زیارت آپ ہیں

آپ کا مَیں معتقد جاسوس ہُوں
میرے جذبوں کی حرارت آپ ہیں

ذہن میرا آپ سے ہٹتا نہیں
میری دُنیا میری جنّت آپ ہیں

مرمٹوں میں آپ کے ناموس پر
میری عزّت میری عظمت آپ ہیں

آپ ہی کا آسرا بعدِ فنا
شافعِ روزِ قیامت آپ ہیں

کیا ڈروں بے وزنیِ اعمال سے
یا محمدؐ جب سلامت آپ ہیں

خدا نے مصطفےؐ کا عشق میرے نام لکھ دیا
تو میں نے ایک ایک سانس پر سلام لکھ دیا

گئے جو آپ آسمان پر تو آسمان نے
قدم کے ہر نشان کو مہِ تمام لکھ دیا

صدا ہر ایک عہد سے سنی جو روح وقت نے
سکوت کو بھی ان کے حاصلِ کلام لکھ دیا

وہ آنکھ روح تک گئی تو زندگی مہک گئی
ہوا نے اس گھڑی کو لمحۂ دوام لکھ دیا

مرے حضورؐ آ چکے تو ربّ کائنات نے
نبوتوں رسالتوں پہ اختتام لکھ دیا

زہے نصیب نامۂ عمل کیا ہے جب رقم
فرشتوں نے بھی مجھ کو آپ کا غلام لکھ دیا

گرا ہے آنکھ سے جو اشک آپ کے فراق میں
غموں نے اس کو ہر فراق کا امام لکھ دیا

مظفر ان کے عشق سے جسے مناسبت نہیں
خود اس کی زندگی کو عشق نے حرام لکھ دیا

نبی کی غلامی بڑی بات ہے
یہ عشقِ دوامی بڑی بات ہے

ہمارے لیے آپ کی اِک نظر
حضورِ گرامی بڑی بات ہے

مُحمدؐ کے ہاتھوں جو کوثر مِلے
تو اے تشنہ کامی بڑی بات ہے

درودوں بھرے میرے ہر سانس کی
جو لیں وہ سلامیؔ بڑی بات ہے

رہے ثبت میرے لبوں پر اگر
تِرا نامِ نامی، بڑی بات ہے

اگر میری آنکھوں کے آنگن میں وہ
کریں خوش خرامی، بڑی بات ہے

دِیے ہر مہاجر کو سرکار نے
حقوقِ مقامی، بڑی بات ہے

قبول اُن کے دربار میں ہو اگر
مری خوش کلامی، بڑی بات ہے

بہ پَیرایۂ نعت، اس دَور کا
مظفّر ہے جامی، بڑی بات ہے

ہر ذرّۂ وجود سے اُن کو پُکار کے
صحراؤں میں بھی گِیت سُنے آبشار کے

مُجھ کو انھوں نے اپنی پناہوں میں کیا لیا
قبضے سے ہی نِکل گیا اپنے مدار کے

مَیں لمحہ لمحہ خرچ کروں اُن سے پُوچھ کر
مالک ہیں اب وہی مرے لَیل و نہار کے

آؤ چلو حضور کے دربار میں چلیں
میلے لگے ہیں رحمتِ پروردگار کے

یہ کس کے راستوں کی جمی دُھول جسم پر
موسم ٹھہر گئے مِرے اندر بہار کے

آنکھوں پہ ہاتھ کِس کے تصوّر نے رکھ دیا
منظر دکھائی دینے لگے آر پار کے

ہر روشنی کو مَیں نے مُرید اپنا کر لیا
سینے میں اِک شعاعِ محمدؐ اُتار کے

عشقِ رسُول کا یہ مظفّر کمال ہے
دونوں جہان جِیت لیے خود کو ہار کے

خُدا سے کب خدائی چاہتا ہُوں
مُحمدؐ تک رسائی چاہتا ہُوں

خُدا شاہد ہے روزِ ابتدا سے
مَیں اُن کو انتہائی چاہتا ہُوں

مجھے تسخیر کرنے ہیں زمانے
حصارِ مصطفائی چاہتا ہُوں

بٹھا دو مسندِ پائے نبیؐ پر
مَیں قُربِ کبریائی چاہتا ہُوں

مِری آنکھوں میں بھر دو رنگ اُن کے
قلم میں رَوشنائی چاہتا ہُوں

اسیرِ مصطفےٰ کہہ کر پکارو!
کہ ہر غم سے رہائی چاہتا ہُوں

رہیں ہمراہ وہ سارے سفر میں
بس اِتنی رہ نمائی چاہتا ہُوں

شہنشاہوں میں مُجھ کو بیٹھنا ہے
مُحمدؐ کی گدائی چاہتا ہُوں

یہ تعلیمِ مُحمدؐ کا اثر ہے
حریفوں کی بھلائی چاہتا ہُوں

سُنیں نعتیں مظفّر کاش آقاؐ
صلوٰۃِ خوش نوائی چاہتا ہُوں

164

کون کہتا ہے آقا مدینے میں ہیں
میری آنکھوں میں ہیں میرے سینے میں ہیں

گلستانوں کو بھی جو میسر نہیں
ایسی خوشبوئیں ان کے پسینے میں ہیں

چین سے ساحلوں پر اُتر جاؤں گا
جتنی طغیانیاں ہیں سفینے میں ہیں

تشنگی بھی رگڑتی رہی ایڑیاں
کتنے زم زم مرے آبگینے میں ہیں

ہاتھ میری سماعت کے خالی نہیں
آپ کی آہٹیں اس خزینے میں ہیں

میرے ایماں نے کیا کیا تراشا مجھے
کتنے ہی جوہری اس نگینے میں ہیں

عاقبت کی مظفر مجھے فکر ہے
موت کے سارے انداز جینے میں ہیں

(۱)

درِ نبی کی طرف چلا ہوں

بدن پہ چادر ہے آنسوؤں کی
لہو میں لذّت ہے راستوں کی

بغیر خوشبو مہک رہا ہُوں
درِ نبی کی طرف چلا ہُوں

سکون آمیز بے قراری
ہے میری یکسوئیوں پہ طاری
چلی براقِ کشش پہ لے کر
رسُولِ اکرم کی غم گساری

رسائی ہے بختِ نارسا میں
سِرا ہے اِک دستِ مصطفےٰ میں
مَیں ڈور کا دوسرا سِرا ہُوں
دَرِ نبی کی طرف چلا ہُوں

طوافِ کعبہ تھا فرض مجھ پر
دَرِ نبی کا ہے قرض مجھ پر
سمٹ کے سایہ فگن ہُوا ہے
جہان کا طول و عرض مجھ پر

شریکِ رفتار جو رہے ہیں
وہ فاصلے ختم ہو رہے ہیں
میں آج سے اپنی ابتدا ہوں
دَرِ نبی کی طرف چلا ہُوں

دکھائی دینے لگا مدینہ
مثالِ درکُھل رہا ہے سِینہ
ہوائیں حُوروں کے لمس جیسی
فضائیں خُلدِ بریں کا زینہ
کھلے ہوئے بازوؤں سی راہیں
ہر اک مسافر کو اِتنا چاہیں
کہ اُن کی چاہت پہ مرمٹا ہوں
درِ نبی کی طرف چلا ہوں

یہ ساعتِ قیمتی بھی آئی
کہ حاضری کو چلی جُدائی
دھڑک رہے ہیں حواسِ خمسہ
لرز رہی ہے برہنہ پائی
بہشتِ عالم ہے یہ علاقہ
قدم قدم نقشِ پائے آقا
زمیں کے شیشے میں دیکھتا ہوں
درِ نبی کی طرف چلا ہوں

(۲)

168

دَرِ نبیؐ پر پہنچ گیا ہوں

یقین حاوی سا ہے گماں پر

زمین پر ہوں کہ آسماں پر

میں ہوں نہیں ہوں جو ہوں تو کیا ہوں

دَرِ نبیؐ پر پہنچ گیا ہوں

نہ رنگِ نام و نمود میرا
نہ سایۂ ہست و بود میرا
خنک خنک نُورِ مصطفےٰ سے
پگھل رہا ہے وجُود میرا
جمالِ سرکار ضَوفشاں ہے
نگاہ بھی درمیاں کہاں ہے
سراپا آنکھیں بنا ہوا ہوں
درِ نبیؐ پر پہنچ گیا ہُوں

یہ دِید معراج ہے نظر کی
یہی کمائی ہے عُمر بھر کی
رئیسِ لیل و نہار ٹھہرا
طلب ہو کیا مجھ کو مال و زر کی
شُعور و عرفان و آگہی سے
خزانۂ جلوۂ نبی سے
تجوریوں کی طرح بھرا ہُوں
درِ نبیؐ پر پہنچ گیا ہُوں

حیات کو جس کی دُھن رہی ہے
وُہ قُرب کے پھول چُن رہی ہے
سلام کا بھی جواب گویا
سماعتِ عشق سُن رہی ہے
اب اور کیا مانگنا ہے رب سے
کہ ہاتھ باندھے ہُوئے ادب سے
حضورؐ کے سامنے کھڑا ہُوں
درِ نبیؐ پر پہنچ گیا ہُوں

یہ روضۂ شاہ انبیا ہے
کہ کُرسیِ عرشِ کبریا ہے
بندھا ہے درباریوں کا تانتا
عجیب اندازِ تخلیہ ہے
بغیر اجازت ہو باریابی
سیاہیِ دِل ہو آفتابی
میں زنگ خوردہ چمک اُٹھا ہوں
درِ نبیؐ پر پہنچ گیا ہُوں

(٣)

دَرِ نبی سے پلٹ رہا ہُوں
زمین ہے میرے سر پہ جیسے
ٹھہر گئی رُوح دَر پہ جیسے

بدن کے ہمراہ چل پڑا ہُوں
دَرِ نبیؐ سے پلٹ رہا ہُوں

سکون چھینا ثواب چھینا

نظارۂ لاجواب چھینا

فرائضِ دُنیوی نے مجھ سے

درِ رسالتمآب چھینا

رُواں رُواں آپ کو پکارے

کٹیں رگِ جاں سے موڑ سارے

حرم کو مُڑ مُڑ کے دیکھتا ہُوں

دَرِ نبی سے پلٹ رہا ہُوں

مَیں یوں دیارِ نبی سے نِکلا

کہ جیسے شعلہ کلی سے نکلا

لِیے ہوئے رحمتوں کے سائے

میں حلقۂ روشنی سے نکلا

اگرچہ پی آیا ہوں سمندر

مگر بڑی تشنگی ہے اندر

میں خُوش ہوں لیکن بجھا بجھا ہوں

دَرِ نبی سے پلٹ رہا ہُوں

دوبارہ جانے کی آرزُو ہے
کہ خُود کو پانے کی آرزُو ہے
جو حج پہ احرام باندھتے ہیں
پہن کے آنے کی آرزو ہے
جو بُوئے آقا کی دے گواہی
اُسی کفن میں مَروں الٰہی

تڑپ ہُوں، فریاد ہُوں دُعا ہُوں
نبیؐ نبیؐ پھر پکارتا ہُوں

مجھے مِرے ذہن نے ڈبویا
بہت ہی، کم مائیگی پہ رویا
تاثّر اپنا بیان کر کے
سخنوری کا بھرم بھی کھویا
نہ لاج رکھّی قلم کی مَیں نے
کیا تھا محسوس جو بھی مَیں نے
کہَاں مظفر وہ لِکھ سکا ہُوں
نبیؐ نبیؐ پھر پکارتا ہوں

وہ جاری و ساری مسلسل ہیں وہ
کسی رخ سے دیکھو مکمل ہیں وہ

زمیں آسماں، آپ کے معتقد
وہ ہر راز کے شارحِ منفرد

وہ شاہد وہ منذر بشیر و نذیر
وہ ہادیِ دارین، خیرِ کثیر

غلط بندھنوں سے دلائیں نجات
اکیلے بھی وہ رونقِ کائنات

اتالیق قرآن و حکمت ہیں وہ
رفیقِ بلندی و رفعت ہیں وہ

وہ سالار کونین عالم پناہ
وہی ہیں ہمارے تمہارے گواہ

وہ ہر زخم خفیہ کے ہیں چارہ گر
وہ بینائی افروزٔ نظّارہ گر

امیرِ حرمٔ خسروِ بحر و بر
وہ نور علیٰ نورٔ خیرالبشر

کریں جس کی سانسوں کا وہ تذکیہ
بدل ڈالیں اندر کا جغرافیہ

وہ اولاد سے باپ ماں سے عزیز
وہ ہر اہلِ ایماں کو جاں سے عزیز

مہ و کہکشاں کے مسافر حضورؐ
پس غیب و غائب ہیں حاضر حضورؐ

قلم ہیں وہی لوح و کاغذ وہی
ہر اک فلسفے کا ہیں ماخذ وہی

صدا معجزہ ہے جھلک معجزہ
وہ ہیں سر سے پیروں تلک معجزہ

ثنا ہے ادھوریٔ جہاں تک لکھوں
میں اُن کو کہاں سے کہاں تک لکھوں

خیر کی خیرات بھی خیرالورا سے مانگنا
کبریا سے مانگنا ہے مصطفےٰؐ سے مانگنا

دینے والا ہے خدا اور بانٹنے والا رسولؐ
ایک جیسا ہے کسی کی بھی رضا سے مانگنا

یہ بھی رحمت وہ بھی رحمت نام دونوں کا کریم
کیا ہے مشکل، بندۂ مشکل کشا سے مانگنا

اپنا ایماں ہے کہ زیر خاک ہیں زندہ حضورؐ
مانگنی ہے تو بقا اپنی، فنا سے مانگنا

دھوپ میں بدلی رہا کرتی تھی سر پر آپؐ کے
کیا غلط ہے ٹھنڈکیں ٹھنڈی ہوا سے مانگنا

مسلکِ ایمان و دیں ہے مطمعِ اسلام ہے
نقشۂ توحید اُن کے نقشِ پا سے مانگنا

حشر کے دن بھی میسّر ہو شفاعت آپ کی
اس لئے لازم ہے محبوبِ خدا سے مانگنا

آخرت تک کے لئے سیراب ہونا ہے اگر
ایک چھینٹا رحمتِ حق کی گھٹا سے مانگنا

شرط یہ ہے آپ کی آواز کے پیچھے چلو
منزلیں پھر حسبِ منشا ارتقا سے مانگنا

بے وسیلہ تو مظفّر زندگی ممکن نہیں،
توشۂ دانش ہے رستہ رہنما سے مانگنا

ایسی روشنی دیکھی، ایسا راستہ پایا
عمر کے خزانوں سے جو نہ پا سکا پایا

ہم نے اُن کے دریا پر یہ نظارہ دیکھا ہے
پار بھی وہی اترا جس کو ڈوبتا پایا

جب تلاش میں ان کی کوئے ذات سے نکلے
کائنات کو ہم نے راہ میں پڑا پایا

رفعتوں کے میلے میں لے گئی نظر مجھ کو
اُن کے پاؤں پر رکھ کر، سر نہ میں اٹھا پایا

میرے آنسوؤں کی بھی آپ نے صدا سن لی
ہاتھ بھی نہ پھیلائے اور مدعا پایا

جس خدا نے بخشا ہے مصطفےٰؐ سا پیغمبر
مصطفےٰؐ کے صدقے میں ہم نے وہ خدا پایا

منفرد ہے ذات انکی معجزہ حیات ان کی
چاند ٹوٹتے دیکھا' سنگ بولتا پایا

سب حضورؐ عالی کا ہے کرم مظفر پر
حبس میں چلے جھونکے دھوپ کو گھٹا پایا

181

قدرت نے میرے دل میں بھرے مصطفیٰؐ کے رنگ
بہتے ہیں میری آنکھ سے صلِّ علیٰ کے رنگ

یوں آنسوؤں میں خاکِ قدم ہے رسول کی
پانی میں جس طرح کوئی رکھ دے ملا کے رنگ

رونے سے کہکشائیں سی مجھ میں بکھر گئیں
بارش کے بعد دیکھ رہا ہوں گھٹا کے رنگ

بخشے ہمیں ہمارے رسالتمآب نے
انصاف کے یقین کے صدق و صفا کے رنگ

یہ سارا معجزہ ہے درود و سلام کا
دیکھی ہے میں نے لفظ کی خوشبو صدا کے رنگ

کھلتے ہیں پھول کی طرح شاخ و شجر بغیر
دستِ دعا کی روشنیوں میں دعا کے رنگ

لوٹی ہے خوب بندگیوں کی بہار بھی
خوشبو چُنی رکوع میں، سجدے میں جا کے رنگ

ہر چند موت کوئی مصوّر نہیں مگر
آئے گی میرے پاس وہ لیکر بقا کے رنگ

احرام زرد صرف مظفر کو چاہیے
اچھے لگیں نہ سادگیوں کو قبا کے رنگ

جہاں بھی ہو، وہیں سے دو صدا، سرکار سُنتے ہیں
سرِ آئینہ سُنتے ہیں پسِ دیوار سُنتے ہیں

مِرا ہر سانس اُن کی آہٹوں کے ساتھ چلتا ہے
مِرے دل کے دھڑکنے کی بھی وہ رفتار سُنتے ہیں

کھڑے رہتے ہیں اہلِ تخت بھی دہلیز پر اُن کی
فقیروں کی صدائیں بھی شہِ ابرار سُنتے ہیں

گنہگارو درودِ والہانہ بھیج کر دیکھو
وہ اپنے اُمّتی کا نغمۂ کردار سُنتے ہیں

وہ یُوں ملتے ہیں جیسے زندگی میں کوئی مِلتا ہے
وہ سُنتے ہیں ہر اِک کی، اور سرِ دربار سُنتے ہیں

مَیں صدقے جاؤں اُن کی رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْنی کے
پکارو چاہے کِتنی بار، وہ ہر بار سُنتے ہیں

مُظفّر جب کِسی محفل میں اُن کی نعت پڑھتا ہُوں
مِرا ایمان ہے وہ بھی مرے اشعار سُنتے ہیں

دِل پہ اُن کی نظر ہو گی
مُجھ کو اپنی خبر ہو گئی

مَیں بھی مشتاقِ معراج تھا
اُن کی دہلیز پر ہو گئی

اوڑھ لیں اُن کی پرچھائیاں
روشنی کِس قدر ہو گئی

رُک گئی ذہن میں اُن کی چاپ
منزلِ عشق، سر ہو گئی

ایک ہی لمحۂ قرب میں
عمر ساری بسر ہو گئی

نام لیتی رہی آپ کا
بے خودی بھی ہُنر ہو گئی

وہ مِرے خواب میں آ گئے
میرے اندر سحَر ہو گئی

اس قدر وہ ہُوئے مہرباں
میری توبہ نڈر ہو گئی

مرتے دَم وہ رہے سامنے
مَوت بھی چارہ گر ہو گئی

بخش دے گا مظفرؔ خُدا
اُن کی رحمت اگر ہو گئی

آواز دی تو رحمتِ سرکارؐ رُک گئی
جو دِل پہ چل رہی تھی وہ تلوار رُک گئی

جاتا ہُوا وقار مِلا اُن کے نام پر
سر سے گِری تو ہاتھ پہ دستار رُک گئی

اِک دائرہ سا اُن کا مرے گرد کھینچ کر
میرے تصوّرات کی پرکار رُک گئی

جب ذہن سب بلندیاں تسخیر کر چُکا
غارِ حرا پہ رفعتِ افکار رُک گئی

پابند روز شب نہ تھی معراجِ مصطفےؐ
جب وہ چلے تو وقت کی رفتار رُک گئی

روضے کو دیکھتے ہی میں سکتے میں آ گیا
یا پُتلیوں میں خواہشِ دیدار رُک گئی

عشقِ نبی نے مُجھ کو مظفّر بچا لِیا
جو مُجھ میں گِر رہی تھی وُہ دیوار رُک گئی

والیِ دیدہ و دل، ماحی و حاشر میرے
تیرے محکوم ہیں مخفی و مظاہر میرے

تیری دہلیز کی خیرات، مرا شوق و طلب
تیری خوشبو تیری آواز، مناظر میرے

اپنے قدموں سے سرافراز مجھے بھی فرما
میں بھی چھوٹا سا مدینہ ہوں مہاجر میرے

تیرے بازار میں بکنے کے لیے آیا ہوں
کاتبین اور نکرین ہیں تاجر میرے

جسم میرا ہے یہاں، سانس وہاں لیتا ہوں
سبز گنبد کی طرف اڑتے ہیں طائر میرے

دوڑ جائیں تری شیر نیاںِ شریانوں میں
کاش جالی کو تری ہونٹ چھوئیں پھر میرے

میری بینائی کسی اور کی مقروض نہیں
مجھ میں ہیں صرف ترے رنگ مصّور میرے

نام ہو گا مرا، فہرست کرم میں ان کی
میں غلام اُن کا ہوں آقا ہیں وہ آخر میرے

میرا ہر سانس مظفر ہے انہی کا صدقہ
مالا مال ان کی محبت سے، ذخائر میرے

وَرَفَعۡنَالَکَ ذِکۡرَکَ

تِری خُوشبو مِری چادر

تِرے تیور مِرا زیور

تِرا شیوہ مِرا مسلک

وَرَفَعۡنَالَکَ ذِکۡرَکَ

مِری منزل تِری آہٹ

مِرا سِدرہ تِری چوکھٹ

تِری گاگر

مِرا ساگر

تِرا صحرا مِرا پنگھٹ

میں ازل سے تِرا پیاسا

نہ ہو خالی مِرا کاسہ

تِرے واری تِرا بالک

وَرَفَعۡنَالَکَ ذِکۡرَکَ

تِری مِدحت مِری بولی

تو خزانہ میں ہوں جھولی

تِرا سایا

مِری کایا

تِرا جھونکا مِری ڈولی

تِرا رستہ مِرا ہادی

تِری یادیں مِری وادی

تِرے ذرّے مِرے دیپک

وَرَفَعۡنَالَکَ ذِکۡرَکَ

تِرے دم سے دِلِ بِینا
کبھی فاراں کبھی سِینا
نہ ہوں کیوں پھر
تِری خاطر
مِرا مرنا مِرا جینا
یہ زمیں بھی ہو فلک سی
نظر آئے جو دھنک سی
تِرے دَر سے مِری جاں تک
وَرَفَعنَالَکَ ذِکرَک

میں ہوں قطرہ تو سمندر
مِری دُنیا تِرے اندر
سگِ داتا
مِرا ناتا
نہ ولی ہوں نہ قلندر
تِرے سائے میں کھڑے ہیں
مِرے جیسے تو بڑے ہیں
کوئی تجھ سا نہیں بیشک
وَرَفَعنَالَکَ ذِکرَک

میں ادھورا تو مکمّل
میں شکستہ تو مُسلسل
میں سخنور
تُو پیمبرؐ
مِرا مکتب تِرا اِک پل
تِری جنبش مرا خامہ
تِرا نقطہ مِرا نامہ
کیا تو نے مجھے زیرک
وَرَفَعنَالَکَ ذِکرَک

مری سوچیں ہیں سوالی
مِرا لہجہ ہو بلالی
شبِ تیرہ
کرے خِیرہ
مِرے دن بھی ہوں مثالی
تِرا مظہر ہو مِرا فن
رہے اُجلا مِرا دامن
نہ ہو مجھ میں کوئی کالک
وَرَفَعنَالَکَ ذِکرَک

ترے پنگھٹ سے بادل اپنی گاگر بھرنے آتے ہیں
زمانے بھر کے پیاسے' پیاس عمروں کی بجھاتے ہیں

دلوں میں غوطہ زن ہوتی ہے گہرائی سمندر کی
کنارا ان کو ملتا ہے جو تجھ میں ڈوب جاتے ہیں

پرو لیتے ہیں تیری آہٹیں جو اپنی سانسوں میں
اُنہیں آفاق اپنی خانقاہوں میں بلاتے ہیں

سگِ دہلیز ہوں خاک قدم ہوں اُن کا منگتا ہوں
اکیلا ہوں مگر اُن سے مرے کتنے ہی ناتے ہیں

جمالِ مصطفیؐ سے منسلک ہوتی ہیں جب آنکھیں
فرشتے میرے اشکوں کی زیارت کرنے آتے ہیں

محبت کا تری جو میں نے دل میں گھر بنایا ہے
چراغ اُس کی منڈیروں پر اندھیرے خود جلاتے ہیں

بس اتنا واسطہ ہے آپؐ کے بازار سے اپنا
خریدای تو کر سکتے نہیں بولی لگاتے ہیں

مدینے کا علاقہ بھی مظفر دیکھ آیا ہوں
نکلتا ہے زمیں پر چاند، تارے جگمگاتے ہیں

○

197

رنگ اپنا دکھایا گلی گلی، مجھے تو نے پھرایا گلی گلی
ترے در کی چاکریاں کر کے، بڑا نام کمایا گلی گلی

شہروں کی رونق مرا مجنوں، کانٹوں پر بیٹھ کے پھول چنوں
دھڑکن دھڑکن تری چاپ سنوں، دیکھوں ترا سایہ گلی گلی

ترے پیار کا، سانس بٹیں دھاگا، ترے ہجر میں راتوں کو جاگا
ترے پیچھے میں پل پل بھاگا، تو سامنے آیا گلی گلی

تری چھاؤں جو میرے ہاتھ لگی، کڑی دھوپ مجھے برسات لگی
تنہائی بھی اک بارات لگی، میلہ سا لگایا گلی گلی

دل سا آئینہ لیے پھرا، آنکھوں میں مدینہ لیے پھرا
خشکی پہ سفینہ لیے پھرا، طوفان اٹھایا گلی گلی

تری چاہت سے میں بھرا رہا، پت جھڑ میں بھی میں ہَرا رہا
ترے پیروں پر سر دھرا رہا، اور دل لہرایا گلی گلی

تری بڑی عنایت بڑا کرم، مجھے اپنے ساتھ رکھے ہر دم
مرے اِدھر حرم مرے اُدھر حرم، مرا دھن مری مایا گلی گلی

تری خوشبو ہے احرام مرا، تری نعت پہ ختم کلام مرا
پوچھا جو کسی نے نام مرا، ترا پتہ بتایا گلی گلی

خُدا کی بات بات اپنی زبانی کرنے آئے تھے
محمدؐ اپنے رب کی ترجمانی کرنے آئے تھے

اُنھیں روحوں کو، ذہنوں کو، دِلوں کو فتح کرنا تھا
وہ پتّھر جیسے انسانوں کو پانی کرنے آئے تھے

نہ آئے ہم کو اپنی ذات سے بھی دوستی کرنی
وہ اپنے دشمنوں پر مہربانی کرنے آئے تھے

فنا کے بعد بھی ہم کو حیاتِ نو کا مژدہ ہے
ہماری عاقبت کتنی سہانی کرنے آئے تھے

شرف حاصل ہُوا اُن کو خُدا کی میزبانی کا
زمیں کا رنگ بھی وہ آسمانی کرنے آئے تھے

نہ تھی محدود اپنے عہد تک پیغمبری اُنکی
ازل سے تا ابد وہ حکمرانی کرنے آئے تھے

تمنّائے شہادت بھی رچا دی خُونِ اُمّت میں
اجل کو بھی شریکِ زندگانی کرنے آئے تھے

مجسّم اِک نمونہ بن کے اخلاق و محبت کا
مظفّر کو فنا فی النعت خوانی کرنے آئے تھے

○

ہمیں نسبت ہے آقاؐ سے یہ نسبت ہم کو کافی ہے
محبت ہی محبت ہے معافی ہی معافی ہے

ہماری زندگانی بٹ گئی ہے دو قبیلوں میں
نظر آوارۂ اسباب ہے دل اعتکافی ہے

ہم ان سے پیار بھی کرتے ہیں دنیا پر بھی مرتے ہیں
زباں اقرار نامہ ہے عمل وعدہ خلافی ہے

معالج کوئی اپنا اُن سے بڑھ کر ہو نہیں سکتا
نظر ان کی مسیحا ہے توجہ ان کی شافی ہے

سجائیں زندگی اپنی درودوں سے سلاموں سے
یہی ظاہر کا صافہ ہے یہی باطن کی صافی ہے

غزل میں بھی مظفر وارثی حق بات کرتے ہیں
مگر پھر بھی ہماری نعت غزلوں کی تلافی ہے

ایک جذبے کے نام ایک مقصد کے نام
زندگی ہم نے کر دی محمدؐ کے نام

ذرے ذرے کے تن پر ہرا رنگ ہے
ساری ہریالیاں سبز گنبد کے نام

ان سے آباد کونین کے سلسلے
فرش بھی عرش بھی ان کی مسند کے نام

ان کی آہٹ' تخلص ہے تہذیب کا
پوری انسانیت ان کی آمد کے نام

اپنے ہوتے ہوئے میرے اللہ نے
کر دیا اپنا سب کچھ محمدؐ کے نام

علم جتنے بھی ہیں ان کے شاگرد ہیں
عقل جتنی بھی ہے ان کی ابجد کے نام

یہ مظفر درودوں بھرا دل مرا
بایزید و غزالی و سرمد کے نام

جو بات ظلم سے نہ ہُوئی پیار سے ہُوئی
تہذیبِ زندگی ترے کردار سے ہُوئی

جو مہر و ماہ بھی نہ زمانے کو دے سکے
وُہ روشنی ترے دَر و دیوار سے ہُوئی

امکان کی حدوں سے پرے تک ترے قدم
پیمائشِ جہاں تری پرکار سے ہُوئی

ساحل کی آرزُو نہیں تعلیمِ مُصطفےٰؐ
یہ ناؤ تو روانہ ہی منجدھار سے ہُوئی

مظلوم کے لہو کا مقدّر بھی جاگ اٹھا
اس کی بھی قدر آپ کی تلوار سے ہُوئی

پتھّر بھی کھائے میرے رسُولِ کریمؐ نے
معراجِ حق بھی زینۂ ایثار سے ہوئی

تخلیقِ کائنات بھی صدقہ حضورؐ کا
تزئینِ کائنات بھی سرکار سے ہُوئی

عِزّت ہُوئی جہاں میں مظفّر کی آپؐ سے
زر سے ہُوئی نہ جُبّہ و دستار سے ہُوئی

پروردگارِ عالَم

حیراں ہوں قدرتوں پر

تیری ہی قدرتوں پر

ہے اِنحصارِ عالَم

پروردگارِ عالَم

یہ بستیاں یہ صحرا یہ کوہ یہ سمندر

رنگوں کا یہ تبسّم ہریالیوں کے اندر

فِطرت کے ہیں نمونے

کیا کیا بنائے تُو نے

نقش و نگارِ عالَم

پروردگارِ عالَم

لاتقنطو کا ہم کو دے کر اصُول تُو نے

پھینکے ہیں جھولیوں میں رحمت کے پھُول تُو نے

چھینا ہے مُشکلوں کو

سُوکھے ہُوئے دِلوں کو

بخشی بہارِ عالَم

پروردگارِ عالَم

تُجھ پر بھی ہم فِدا ہوں تیرے نبیؐ کو چاہیں

قرآن، ہماری منزل، سُنّت، ہماری راہیں

ایمان دے گواہی

ہم آخرت کے راہی

دیکھیں غبارِ عالَم

پروردگارِ عالَم

تُو کھائے جِس کی قَسمیں مَیں بھی اُسی کے بس میں

جِس کے لِیے تصور، توڑے سفر کی رَسمیں

مانگوں جھلک ذرا سی

ہر سانس اُس کی پیاسی

وُہ جوئبارِ عالَم

پروردگارِ عالَم

جس کی زباں کے صدقے حُسنِ کلام تیرا

محبوبِ خاص تیرا مُختارِ عام تیرا

وُہ ہستی قد آور

جس پر کیے نچھاور

لَیل و نہارِ عالَم

پروردگارِ عالَم

جب آنکھ میں رقم ہوں جلووں کی سُرخیاں سی

دیوارِ زندگی میں کُھل جائیں کھڑکیاں سی

سُورج سا مجھ میں اُترے

جب کوئے جاں سے گُزرے

وُہ شہسوارِ عالَم

پروردگارِ عالَم

میرے رسُولؐ جیسا تھا اور نہ کوئی ہو گا

تیرے قلم میں یا رب وُہ رنگ ہی نہ ہو گا

تخلیق سے ہے ظاہر

تو مُنفرد مصوّر

وہ شاہکارِ عالم

پروردگارِ عالَم

سِینہ سُلگ رہا ہے آنُسُو چھلک رہے ہیں

وہ میری معصیّت کو رحمت سے ڈھک رہے ہیں

قدموں پہ ِگر پڑا ہُوں

فردوس میں کھڑا ہُوں

میں شرمسارِ عالَم

پروردگارِ عالَم

211

اگرچہ ذکرِ خدا صُبح و شام کرتا ہوں
مگر حیاتؑ مُحمدؐ کے نام کرتا ہُوں

درود بھیجتا ہُوں مَیں ہزار بار اُن پر
جو ایک بار سجود و قیام کرتا ہُوں

وہ عرشِ مصطفویؐ سے جھلک دِکھاتے ہیں
مَیں طُورِ ذات پہ اُن سے کلام کرتا ہُوں

وہیں سے مُجھ پہ کرم اُن کا ہونے لگتا ہے
طلب کا اپنی جہاں اختتام کرتا ہُوں

زبانِ قلب پہ جاری درود رہتا ہے
کوئی بھی کام کروں یہ بھی کام کرتا ہُوں

محاذِ نفس پہ سُنّت کی سربراہی میں
قَسم خدا کی، بڑا قتلِ عام کرتا ہُوں

خُدا کے بعد بڑا ہے کوئی تو بس وہ ہیں
مَیں اُن کا سب سے سوا احترام کرتا ہُوں

براہِ راست مظفّؔر حضور سُنتے ہیں
مَیں حلق سے نہیں دِل سے سلام کرتا ہُوں

○

دل پہ لکھا لب پہ رہا صلِّ علیٰ محمدؐ
حد آخری، پہلا سرا صلِّ علیٰ محمدؐ

ایسی بہت راتیں ہوئی رب سے مری باتیں ہوئیں
تو رب نے بھی مجھ سے کہا، صلِّ علیٰ محمدؐ

قرآں کا دل، حق کی زباں، سایہ فگن، رحمت فشاں
صدیوں سے ہے، پھر بھی نیا، صلِّ علیٰ محمدؐ

دنیا مجھے لیکر چلی، یاد آ گئی اس کی گلی
واپس ہوا اور چیخ اٹھا، صلِّ علیٰ محمدؐ

یہ نعت بحرِ رجز میں ہے اُس کے آخری رکن میں تصرّف کیا گیا ہے۔

جو بھی جبیں اُس کی ہوئی کیا شے نہیں اُس کی ہوئی
نقطہ نما اک دائرہ، صلِّ علیٰ محمدؐ

تشنہ لبی اک نہر ہے، تنہائی بھی اک شہر ہے
اُس شہر کی آب و ہوا، صلِّ علیٰ محمدؐ

دل روشنی گھر روشنی، اُس کی عطا ہر روشنی
نورِ ازل، شمعِ حرا، صلِّ علیٰ محمدؐ

عشق کے مول ہر اک سانس بکا ہے میرا
اُن کی تنہائی میں بازار لگا ہے میرا

رنگ سب اُن کے ہیں تصویر سجی ہے میری
سب کمال اُن کا ہے اور نام ہوا ہے میرا

ماننے کو تو ہر اک قوم خدا کو مانے
جو محمدؐ کا خدا ہے وہ خدا ہے میرا

نعت کے لفظ مہکتے ہیں گلابوں کی طرح
زندگی سوکھ چلی، ذہن ہرا ہے میرا

اُن کی دہلیز پہ اک پل جو رکھا سر میں نے
اور عزت ہوئی قد اور بڑھا ہے میرا

میرے ہر سانس کا خرچہ ہے محبت اُن کی
حکم سے اُن کے وظیفہ یہ لگا ہے میرا

اُس فرشتے کو محمدؐ کی ہدایت ہو گی
جس نے یہ نامۂ اعمال لکھا ہے میرا

مچ گئی دھوم سرِ حشر مظفر میری
میرے سرکار نے جب نام لیا ہے میرا

نشانِ پائے محمدؐ جہاں جہاں دیکھا
وہاں زمیں کے نیچے بھی آسماں دیکھا

بہار جلوتِ خیرالانام کیا ہو گی
کہ تخلیئے میں بھی اک جشن کا سماں دیکھا

بس اک نگاہ پڑی تھی حضورؐ پر میری
پھر اُس کے بعد نہ خود کو بھی درمیاں دیکھا

ازل سے لیکے ابد تک ہے روشنی اُن کی
وجودِ حرف میں ان کو اذاں اذاں دیکھا

اُجاڑ دل کی اُنھوں نے جو خیریت پوچھی
میں رو پڑا تو ہر آنسو میں گلستاں دیکھا

گیا ہے جب کوئی بازارِ مصطفےٰؐ کی طرف
مجھے کھڑا ہوا اُس نے دکاں دیکھا

کیا نبیؐ نے خلائی سمندروں کا سفر
تو ناوِ برق کو بادل کو بادباں دیکھا

میانِ قرب کوئی حدِّ امتیاز نہ تھی
جب اُن کو عرش خدا پر براجماں دیکھا

حضورؐ مجھ پہ مظفر جو مہربان ہوئے
تو میں نے سارے زمانے کو مہرباں دیکھا

کتنا گناہگار ہُوں کتنا خراب ہُوں
دربارِ مصطفےٰ میں مگر باریاب ہُوں

مفہوم زندگی کا مِری اور کُچھ نہیں
مدحِ رسُولِ پاک کا لُبِّ لُباب ہُوں

منسُوب ہُوں خُدا سے خُدا کے رسُول سے
مَیں کامیاب ہُوں مَیں بہت کامیاب ہُوں

آنکھیں مِلا کے بات نہ کر مُجھ سے آفتاب
مَیں ذرّہَ دیارِ رسالتمآب ہُوں

مُجھ کو نہ کر سکے گی جُدا اُن سے موت بھی
دریائے کائنات ہیں وہ مَیں حباب ہُوں

وہ لحن ہوں ہوائیں جسے گنگنائیں گی
پڑھتا رہے گا عشق جسے وہ کتاب ہوں

وہ خاک پر چلیں تو ہُوں اُن کا نشانِ پا
اور شہسوار ہوں تو مَیں اُن کی رکاب ہُوں

ہر شب جواب دِہ ہو مظفّر مرا ضمیر
ہر ایک سانس کے لے روزِ حساب ہُوں

خُدا ایک ہے مصطفٰےؐ ایک ہے
نبیؐ اور خُدا کی رضا ایک ہے

عدم بھی مُحمدؐ کا عینِ وجود
حطیمِ فنا و بقا ایک ہے

چلو عرش و طیبہ کی جانب چلیں
مقامات دوؔ راستہ ایک ہے

پڑھوؔ تو مُحمدؐ بھی قُرآن ہیں
کہ مفہومِ حرف و ادا ایک ہے

اندھیروں کی ہیں کتنی ہی بولیاں
طلوعِ سَحر کی نوا ایک ہے

اِدھر اعتکاف اور اُدھر انکشاف
فضائے حِرا و صفا ایک ہے

مدینہ بھی جنّت ہے میرے لیے
کہ دونوں کی آب و ہَوا ایک ہے

ضرور اُن کے ہاتھوں میں ہے میری ڈور
مِری اُنگلیوں میں سِرا ایک ہے

مظفّر محمدؐ محمدؐ کروں
مِرا فن مِرا مُدّعا ایک ہے

ممنون ہیں سب انسان ترے
کملی والے قربان ترے

پھرتا تھا ازل کی گلیوں میں
موجود و عدمؔ دالان ترے

خاموشی بھی الہام بکف
احکام خداؔ فرمان ترے

صورت بھی حسیں سیرت بھی حسیں
نفسِ مضمونؔ عنوان ترے

جو قتل تجھے کرنے آئے
لیکر نکلے گلدان ترے

میں تیرا عاشق کہلایا
جھومر میرا، احسان ترے

رحلِ دل پر قرآں کی طرح
ظاہر باطن، جُزدان ترے

چاند اور سورج، شمعیں تیری
بھوک اور فاقے، پکوان ترے

تُو خالی بھی تھا بھرا ہوا
دشمن بھی ہوئے مہمان ترے

کیوں فقر پہ فخر نہ تو کرتا
تاجوں والے دربان ترے

سُن نعت، مظفر جیبوں سے
کہلائیں یہ خوش اِلحان ترے

جب زباں رحمت عالم کی ثنا کرتی ہے
روح اس وقت مدینے میں پھرا کرتی ہے

کچھ شبیں میں بھی مدینے میں گزار آیا ہوں
روشنی سی مرے اندر بھی رہا کرتی ہے

آپ کی خاکِ قدم اس سے زیادہ ہے عزیز
پیار جتنا کسی خوشبو سے ہَوا کرتی ہے

دامن رحم و کرم میں وہ چھپا لیتے ہیں
زندگی جب کبھی بھولے سے خطا کرتی ہے

ان کی دہلیزِ تصور پہ جو سر رکھتا ہوں
مجھ سے اٹکھیلیاں جنت کی ہوا کرتی ہے

کیوں نہ حیرت سے فرشتے مری جانب دیکھیں
مجھ کو آراستہ خاکِ کفِ پا کرتی ہے

اسی جنت میں کبھی ہو گا ٹھکانہ میرا
جو مظفر مری آنکھوں میں بسا کرتی ہے

نبیؐ نبیؐ بس پکارتا ہوں

زبان پر جب درود آئے
تلاطموں میں وجود آئے

لہو میں کشتی اتارتا ہوں
نبیؐ نبیؐ بس پکارتا ہوں

جب انکی یادوں کا آئے ریلا
لگے ہرے گنبدوں کا میلا
میں اپنے اندر ہجوم بن کر
طواف کرتا رہوں اکیلا

حرم سے نکلیں حضور عالی
تو اُن کے ہمراہ چلنے والی
ہواؤں کا روپ دھارتا ہوں
نبیؐ نبیؐ بس پکارتا ہوں

عجیب ہے عشقِ مصطفٰےؐ بھی
بقا کی معراج ہے فنا بھی
کسی کو چاہے گا کون اتنا
میں اُن کا عاشق مرا خدا بھی

برسنے لگتا ہے نور اُن کا
ہو غائبانہ ظہور اُن کا
جب اپنی آنکھیں پسارتا ہوں
نبیؐ نبیؐ بس پکارتا ہوں

O

نگاہ میں جسم کو چھپا کر
میں دیکھوں جب روزنوں سے جا کر
زمیں کے نیچے ہیں جلوہ فرما
مرے نبیؐ عرش کبریا پر

میں لامکاں کی بلندیوں کو
خدا کی سب حلقہ بندیوں کو

حرم کے اوپر سے وارتا ہوں
نبیؐ نبیؐ بس پکارتا ہوں

O

نظر جب اُن کا جمال لوٹے
تو ایک پل کو نہ ربط ٹوٹے
کھِلیں تسلسُل کی وادیوں میں
وہ مُستقل رنگ پھول بوٹے

ہری بھری ہو حیات ساری
مہک اٹھے کائنات ساری

اُفق اُفق ہاتھ مارتا ہوں
نبیؐ نبیؐ بس پکارتا ہوں

O

تڑپ کے صدقے دُعا کے صدقے
طلب کے صدقے وفا کے صدقے
پڑا رہوں مصطفیٰؐ کے در پر
تصورِ مصطفیٰؐ کے صدقے

پروؤں دل، درد کی لڑی میں
کسے خبر ایک اک گھڑی میں
میں کتنی صدیاں گزارتا ہوں
نبیؐ نبیؐ بس پکارتا ہوں

O

غمِ قیامت ہو کیا، مظفر
سنے گا نعتیں خدا، مظفرؔ
میں کیا، کروں، کچھ مجھے نہ سوجھے
نبیؐ نبیؐ کے سِوا مظفر

فراق ہی جب وصال ٹھہرے
سکوت ہی جب دھمال ٹھہرے
تو دل تو دل جاں بھی ہارتا ہوں
نبیؐ نبیؐ بس پکارتا ہوں

کعبے میں بیٹھ کے میں نے، طیبہ کی گلیاں چھانیاں
ایک وجود پہ میرے، لگ گئیں دو پیشانیاں

کان دھرے آہٹ پر
پہنچ گیا چوکھٹ پر

پیاسوں کی بھیڑ لگی تھی
رحمت کے پنگھٹ پر

اُن کو ترس جو آیا
میری گھبراہٹ پر
کر دیں عطا در بانیاں

دیکھے کب دنیا نے
ایسے خواب سُہانے

مجھ پاپی کو بٹھایا
قدموں میں آقاؐ نے

طرّہَ بخت' غلامی
خطبہَ لب' شکرانے
رزقِ نظر' حیرانیاں

جتنی سانسیں لی ہیں
اُن پہ نچھاور کی ہیں

باتیں تنہائی کی
گردوں پار گئی ہیں

خلد کی دیواروں پر
حوروں نے لکھ دی ہیں
میری عشق کہانیاں

اُس در پہ جو پڑا ہوں
اپنے قد سے بڑا ہوں

عشق کی انگوٹھی میں
لعل مثال جڑا ہوں

شانِ فقیری دیکھو
کاسہ لیے کھڑا ہوں
اور کروں سلطانیاں

اُن پہ جو مرنا آیا
زندگی کرنا آیا

دل کے اندھے کنوئیں سے
پانی بھرنا آیا

آنسوؤں کی کشتی میں
پار اترنا آیا
ساحل ہیں طغیانیاں

احساں اُن کے تجھ پر
ہیں انمول مظفر

کندن بن کر نکلا
درد کی آگ میں جل کر

اُن کی نعت کے صدقے
گونج رہی ہیں گھر گھر
تیری خوش الحانیاں

میں نے جب آپ کی دہلیز کو آقاؐ چوما
یوں لگا آپ نے جیسے مرا ماتھا چوما

ہونٹ فارغ ہوئے پل بھر کو نہ آنکھیں میری
کبھی جالی کبھی روضہ کبھی پردا چوما

آپ کو خواب میں دیکھا تو مقدر جاگے
جھوم اٹھا‘ نعت پڑھی رو دیا‘ لپٹا‘ چوما

ان کے قدموں کی طرف لے گئے جب ہونٹ مجھے
ہونٹ بھی نقش قدم بن گئے اتنا چوما

سفرِ عرش پہ لے جانے کو جبریل جب آئے
اپنے رخسار سے مہتاب کفِ پا چوما

سنگِ اسود کو دیا بوسہ تو محسوس ہوا
سنگِ اسود کو نہیں ہاتھ خدا کا چوما

میں بتاتا ہوں تمہیں عشق نوردی کیا ہے
ایک آہٹ کے لیے سارا مدینہ چوما

شہد سا دوڑ گیا ہے مری شریانوں میں
جب کبھی پڑھ کے درود اپنا انگوٹھا چوما

منزلیں رہتی ہیں سینے میں مظفر میرے
وہ جدھر سے بھی گئے ہیں میں نے وہ رستہ چوما

میرے دل میں ترے قدموں کے نشاں ملتے ہیں
ایسے مہتاب اندھیروں کو کہاں ملتے ہیں

کھیلتے ہیں ترے آنگن میں خدا کے اسرار
جس پہ کُھل جائیں اسے دونوں جہاں ملتے ہیں

داغ داغ اپنا بدن لے کے کہاں جاؤں گا
ان کی گلیوں میں تو شیشے کے مکاں ملتے ہیں

ان کے عشّاق میں دیوانوں میں درباریوں میں
اہل دل اہل نظر اہل زباں ملتے ہیں

بند آنکھوں سے انھیں دیکھ لیا کرتا ہوں
خون کی طرح رگ و پے میں رواں ملتے ہیں

جس کے پاس ان کی محبت کے کھرے سکّے ہوں
چند سکوّں میں اسے کون و مکاں ملتے ہیں

روک لیتے ہیں مظفر جو گناہوں سے مجھے
میرے اندر ہی کچھ ایسے نگراں ملتے ہیں

239

اس طرح تُو نے ہر انساں سے محبت کی تھی
آدمیّت نے ترے ہاتھ پہ بیعت کی تھی

وقت کے آخری لمحے بھی کھڑے تھے پیچھے
سحَر و شام کی جب تُو نے امامت کی تھی

پرورش پائی تھی تہذیب نے آنگن میں ترے
تیرے بچپن نے بھی اُستادیِ حکمت کی تھی

ہر پیمبر ترے سائے میں لپٹ کر آیا
تیری آواز نے تکمیلِ حقیقت کی تھی

تیرے اِک سانس کی قیمت بھی کوئی کیا دے گا
تہی دستی میں بھی شاہوں کی کفالت کی تھی

دیکھ لیتا تھا پسِ پُشت بھی آگے کی طرح
تجھ کو خالق نے وہ بینائی ودیعت کی تھی

اُس کا اِک رُخ ہی عطا کر مری بے صبری کو
تُو نے ہر حال میں جس طرح قناعت کی تھی

کوئی بھی آئینہ کیا اِس کے مقابل ٹھہرے
سادگی نے تِری، آرائشِ اُمّت کی تھی

کاش اُسی طرح مظفّر تری تقلید کرے
جس طرح تیری صحابہ نے اطاعت کی تھی

آج ہے اُس نبی کی وِلادت کا دِن
سارے نبیوں کی جس کو اِمامت مِلی

ہر گھڑی، اُس گھڑی کا قصیدہ پڑھے
خاک کو جب سِتاروں کی عظمت مِلی

جُھوٹی معبودیت مُنہ کے بَل گِر پڑی
صحنِ کعبہ کو سچّی عبادت مِلی

دستِ بُو جہل میں بول اُٹھیں کنکریں
بے زبانوں سے حق کی شہادت مِلی

پہنچی اِنسانیّت اپنی مِعراج کو
آدمی کو خُدا کی خلافت مِلی

فرش سے عرش تک خیر مقدم ہُوا
جِس کو ارض و سما کی قیادت مِلی

جس نے آنسو بہائے ہمارے لیے
جس کو ہم سی گُنہ گار اُمّت مِلی

O

پتھّروں کی پُجاری تھی صدیوں سے جو
وُہ غبی قوم جویائے رب ہو گئی

کیا تو پیاسی تھی اِسلام کے خُون کی
کیا ثنا خوانِ اُمّی لقب ہو گئی

گمرہی خُود بتانے لگی راستہ
وادیٔ نُورٔ دُنیائے شب ہو گئی

دشمنِ دیںٔ بنے پاسبانِ حَرَم
دُورٔ تفریقِ رنگ و نسب ہو گئی

لالہ و گُل مہکنے لگے آگ میں
رشکِ جنّت زمینِ عرب ہو گئی

بے مہاروں نے تھامی عنانِ جہاں
جاہلیتٔ امیرِ ادب ہو گئی

پڑ گئی جس پہ وُہ آسمانی نظر
اُس کی دُنیائے دِل ہی عجب ہو گئی

اس نظر سے تمہیں بھی ہے وابستگی
تم بھی تقلیدِ شاہِ رسُولاں کرو

رہ گئی ہے دکھاوے کی نسبت تُمھیں
کاش اندر سے خُود کو مُسلماں کرو

دین و مذہب نمائش نہیں چاہتے
یُوں نہ اپنی عقیدت کو اَرزاں کرو

مسخ اپنے کو تم نے بہت کر لیا
آئنوں کو نہ اب اور حیراں کرو

جو تُمھارے نبیؐ نے دِیے ہیں تُمھیں
اُن اصولوں سے آرائشِ جاں کرو

راستے کا اندھیرا بھی چھٹ جائے گا
دیدہ و دِل تو اپنے فروزاں کرو

پھر سجانا' دِیے تم در و بام پر
اپنے سِینوں میں پہلے چراغاں کرو

یُوں ہر اِک سانس سے آئے ایمان کی
ہر مُسلماں ہو تصویر قُرآن کی

طالبِ دعا:
ابو المیزاب محمد اویس رضوی
www.facebook.com/owaisoloGy

216

تجھ کو آنکھوں میں لیے جب مَیں یہ دُنیا دیکھوں
ہر سَحَر میں ترِے ماتھے کا اُجالا دیکھوں

آئینہ بن کے جو ساری بشریّت آئے
کوئی تصویر کوئی عکس نہ تجھ سا دیکھوں

میری بِینائیوں کے پَر سے نِکل آتے ہیں
جب خلاؤں میں ترا نقشِ کفِ پا دیکھوں

تیرے قدموں سے لپٹنے میں ہے معراج مِری
تیری دہلیز پہ جبریل کو بیٹھا دیکھوں

کیا سمائے مِرے لفظوں میں بڑائی تیری
صَف میں نبیوں کی تِرا چاہنے والا دِیکھوں

شوق ہوتا ہے جو بیتاب تلاوت کے لیے
رِحل دل پر تِرے جلووں کا صحیفہ دیکھوں

تیری انگشتِ تصوّر سے بھی چشمے پُھوٹیں
تیرے صحرا میں کِسی کو بھی نہ پیاسا دیکھوں

آنکھ والوں کو نظر آئی نہ پرچھائیں تِری
مَیں تو دیوارِ ابد تک تِرا سایا دیکھوں

ڈال دیں مُجھ پہ مظفّر جو وُہ کالی کملی
رُوح کے غار سے خُورشید نِکلتا دیکھوں

○

یاسیّدی حبیبیؐ خیرالانام آقاؐ
اپنے سلامیوں کا لے لو سلام آقاؐ

آئے ہیں ہاتھ خالی بھر دو جناب عالی
مانگے ہے آج تم سے منگتوں کی خستہ حالی
رحمت کی صبح آقاؐ رحمت کی شام آقاؐ
لے لو سلام آقاؐ

تم سے زیادہ پیاری جاں بھی نہیں ہماری
دونوں جہاں ملے ہیں دہلیز پر تمہاری
آقائیاں ہوئی ہیں تم پر تمام آقاؐ
لے لو سلام آقاؐ

احساس میں جڑے ہیں مجرم بنے کھڑے ہیں
شرمندہ بھی بہت ہیں مشتاق بھی بڑے ہیں
ہم کو معاف کر دو' ہم ہیں غلام آقاؐ
لے لو سلام آقاؐ

چاہیں وصال تم سے اپنا سوال تم سے
دھرتی پہ کر رہے ہیں ہم عرضِ حال تم سے
افلاک پر خدا سے' تم ہمکلام آقاؐ
لے لو سلام آقاؐ

سجدوں میں سر ہمارے جنت میں گھر ہمارے
سب خوبیاں ہماری سارے ہنر ہمارے
کیا کیا' کیا نہ تم نے' امت کے نام آقاؐ
لے لو سلام آقاؐ

آنکھیں ترس گئی ہیں کھل کر برس گئی ہیں
پھر بھی گھٹائیں کتنی پلکوں پہ بس گئی ہیں
آ جاؤ آ بھی جاؤ' بالائے بام آقاؐ
لے لو سلام آقاؐ

250

جب تک اُن کے عشق میں ڈوبا نہ تھا
میں کسی دریا کے پار اترا نہ تھا

آپؐ سے پہلے بھی آنکھیں تھیں مگر
خود کو یوں انسان نے دیکھا نہ تھا

قیمتی کپڑوں میں رہتے تھے بدن
کوئی اندر سے مگر اجلا نہ تھا

لفظ کی بازار میں قیمت نہ تھی
ہاتھ میں ہیرے جڑا پیمانہ تھا

خالی خالی تھی محمدؐ کے بغیر
تھی تو دنیا، صاحب دنیا نہ تھا

آپؐ ہم کو آخرت تک لے گئے
ورنہ دامن میں کوئی فردا نہ تھا

روشنی ہی روشنی تھی جسم میں
اس لئے سرکار کا سایا نہ تھا

سرپرستی آپؐ کی رحمت نے کی
ورنہ کوئی بھی مظفر کا نہ تھا

تخلقیات مظفر وارثی

۱۔ برف کی ناؤ (غزل)

۲۔ لہجہ (غزل)

۳۔ کھلے دریچے بند ہوا (غزل)

۴۔ راکھ کے ڈھیر میں پھول (غزل)

۵۔ تنا تنہا گذری ہے (غزل)

۶۔ باب حرم (نعت)

۷۔ نور ازل (نعت)

۸۔ الحمد (حمد و ثنا)

۹۔ کعبۂ عشق (نعت)

۱۰۔ دل سے در نبی تک (نعت)

۱۱۔ میرے اچھے رسولؐ (نعت)

۱۲۔ صاحب التاج (نعت)

۱۳۔ اُمّی لقبی (ایک سو ایک نعتیں) (نعت)

۱۴۔ حصار (نظم)

۱۵۔ ظلم نہ سہنا (نظم)

۱۶۔ کمند (نظم)

۱۷۔ لہو کی ہریالی (گیت)

۱۸۔ پربت کا پانی (گیت)

۱۹۔ ستاروں کی آبجو (قطعات)

۲۰۔ گئے دنوں کا سراغ (سوانح)

۲۱۔ قلم کتلے (اخباری قطعات)

۲۲۔ زمیں سے چاند (بچوں کی نظمیں)

ہماری دیگر کتب

علم و عرفان پبلشرز

لوئر مال لاہور فون: 7352332 E-Mail: waqas_g_1999@yahoo.co.uk